THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, January 29, 2013

(90th Session)

Volume II No. 06

(Nos. 1-11)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran…………………………….	1
2.	Questions and Answers …………………………………….	1-49
3.	Leave of Absence …………………………………………..	50
4.	Presentation of Reports On the Investigation for Fair Trial Bill, 2012…………………………………………………………	50
5.	Legislative Business Laying of ordinances ………………...	51
6.	The Trade Development Authority of Pakistan Bill, 2012…………………………………………………………..	52-53
7.	Points of Order	
	i. Extension of Special Committee Functioning under the Chairmanship of Chief Whip…………	54-57
	ii. Creation of New Province – Bahawalpur Southern Punjab …………………………………………...	58-83

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume II	SP. II(06)/2013
No.06	15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, January 29, 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at eleven minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ: کہہ دو اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی اُمی پر جو اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی تابعداری کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

سورۃ الاعراف آیت 158

Questions and Answers

Mr. Chairman: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم We now take up questions. Begum Najma Hameed Sahiba.

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: سوال نمبر ۱-

1. *Senator Begum Najma Hameed: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the names, educational qualification, experience, present assignment, date of appointment and seniority position of Members of the CDA board; and

(b) the procedure laid down for appointment of the said members?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) The names, educational qualification, experience, present assignment, date of appointment and seniority position of Members of the CDA board are given at Annex- "A".

(b) The Criteria laid down for appointment of Chairman, CDA, according to Chapter-II, Section 6 of CDA Ordinance 1960, are as under:—

6. Constitution of the Board:

The Board shall consist of not less than three members to be appointed by the Federal Government.

The Federal Government shall appoint a Chairman, a Vice Chairman and a Financial Advisor from amongst the members.

The Chairman and other members shall hold office during the pleasure of the Federal Government and unless sooner removed, the Chairman and the Financial Advisor shall hold office for a period of five years and other members shall hold office for a period of four years.

Mr. Chairman: Any supplementary please?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پچھلی مرتبہ بھی آپ نے اور انہوں نے جواب نامکمل دیا تھا- اس مرتبہ بھی وہی حال ہے اور ان کا جواب نامکمل ہے-میں نے Member

Engineering کا نام پوچھا ہے لیکن پتا نہیں یہ نام کیوں چھپا رہے ہیں، یا تو وہ مراعات نہ لے رہے ہوں یا اس سیٹ پر بیٹھے نہ ہوں۔ ان سب کو پتا ہے لیکن یہ اس کا نام چھپا رہے ہیں۔ سی ڈی اے میں وہ اسامی پر کام کر رہے ہیں اور مراعات بھی لے رہے ہیں یا تو یہ بتا دیں کہ وہ مراعات نہیں لے رہے ۔مجھے پتا نہیں وہ اس آدمی کا نام کیوں چھپا رہے ہیں؟ میں چاہتی ہوں کہ ایوان میں کھل کر اس پر بات ہونی چاہیے اور اس کا مکمل جواب بھی دیں۔ آج بھی یہ جواب مکمل نہیں ہے۔ پچھلی مرتبہ آپ نے ان سے کہا تھا کہ تفصیل سے اس کا جواب دیں مگر انہوں نے اب بھی نہیں دیا۔ میں اس شخص کا نام پوچھنا چاہتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ پوری انکوائری ہو اور پتا چلے کہ Member Engineering کا نام کیا ہے۔آج بھی جواب نامکمل ہے اور پہلے بھی نامکمل تھا۔ آپ ان سے پوچھیں کہ یہ مکمل جواب کیوں نہیں دیتے۔اس میں کیا راز ہے اور مجھے لگتا ہے کہ CDA اس میں involve ہے اور پوری حصہ دار ہے کہتا اس لیے وہ اس کا نام چھپا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی جہانگیر بدر صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): چیئرمین صاحب! ہم کوئی چیز نہیں چھپاتے ۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ یہ سوالات آج صبح آدھا گھنٹا پہلے مجھے دیے گئے ہیں، ان کے جو جوابات ہیں وہ اس میں دیے ہوئے ہیں۔ پچھلی مرتبہ بھی بتائے گئے تھے۔انہوں نے نام جو پوچھا ہے کہ Acting Chairman کا نام کیا ہے۔ میں اس سوال میں نہیں دیکھ رہا کہ یہ پوچھا گیا ہو اور انہوں نے جواب نہ دیا ہو they should give دوسرا یہ ہے کہ ------

جناب چیئرمین: بدر صاحب! دیکھیں this is not enough now بات یہ ہے کہ اگر آدھا گھنٹا پہلے دیتے ہیں یا آپ کو ایک دن پہلے briefing دیتے ہیں that is the headache of the Treasury Benches that is the Minister In-Charge of the Cabinet Division, Bader Sahib, please hold on now. Let me complete it now. Please hold on.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: دیکھیں چیئرمین صاحب! ایسے نہ کریں۔ سوال یہ ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں بدر صاحب! you give it to somebody else آپ brief نہ لیں you give it to somebody else آپ کہہ دیں کہ جو Cabinet کا انچارج وزیر ہے. he should come and respond to this.

Senator Muhammad Jahangir Bader: No, no Minister of the Cabinet.

Mr. Chairman: The Prime Minister should entrust this thing to somebody else

کسی اور Cabinet Member کو entrust کر دیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: اگر آپ اس کو بھی سوال تھوڑے وقت میں دیں گے تو وہ بھی ایسا ہی کہے گا۔

جناب چیئرمین: پھر آپ کی ذمہ داری نہیں ہو گی، پھر ذمہ داری Cabinet member کی ہو گی۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: چیئرمین صاحب! اگلی مرتبہ ان کو دے دیں گے۔ They should come and respond.

جناب چیئرمین: بدر صاحب! دیکھیں. this is second time you know

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: بات یہ ہے کہ کوئی چیز چھپائی نہیں جا رہی I am not responsible and Governments محکموں میں جو ہوتا ہے اس کی ذمہ داری کسی individual پر نہیں ڈالی جا سکتی۔

Mr. Chairman: You are not responsible that is correct.

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! میں نے 21 دسمبر کو یہ سوال کیا تھا۔ ابھی تک اس کا جواب کیوں موصول نہیں ہوا؟ پچھلی مرتبہ بھی نہیں ہوا اور آپ نے کہا کہ آئندہ تفصیل سے جواب دیں مگر پھر جواب نامکمل ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جو نام انہوں نے پوچھا ہے وہ کہاں نہیں لکھا ہوا؟ پہلی چیز تو یہ ہے۔ جذباتی ہونے کی ضرور نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: بدر صاحب! دیکھیں it is not fair بات یہ ہے کہ انہوں نے آپ کو entrust کیا ہے تو آپ respond کریں گے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میں تو اس کے مطابق ہی کروں گا۔ آپ مجھے بتائیں کہاں پر نام پوچھا گیا ہے۔

Mr. Chairman: Will the Minister In-Charge of Cabinet Division be pleased to state the names, educational qualification, experience, present assignment, date of appointment and seniority position of the members of the CDA Board, this is the question.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: اب آپ اس کا جواب دیکھیں۔ سب کے نام اس میں لکھے ہوئے ہیں۔ سب چیزیں لکھی ہوئی ہیں

what is out of the question which is being asked.

جناب چیئرمین: بیگم نجمہ حمید صاحبہ! Leader of the House question پوچھ رہے ہیں۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: سی ڈی اے بورڈ کے ممبران کا نام، تعلیمی قابلیت، تجربہ، موجودہ فرائض کی تاریخ تقرری اور سنیارٹی پوچھی گئی ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: یہ ساری چیزیں اس میں ہیں۔ آپ دیکھیں تو سہی۔

جناب چیئرمین: صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ جہانگیر بدر صاحب! گزارش یہ ہے کہ صرف یہی بورڈ کے ممبر ہیں اور کوئی نہیں ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: یہی بورڈ کے members ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ممبر (انجنیئرنگ) کوئی نہیں ہے؟

Senator Muhammad Jahangir Bader: DG is the Member (Engineering). He is just looking after the charge.

ممبر (انجنیئرنگ) نے ابھی appoint ہونا ہے جس کے لیے سمری move ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! ہمیں جذباتی انداز میں نہیں چلنا بلکہ ہمیں facts کو search out کرنا چاہیے۔

Mr. Chairman: But this should not be a response that I have got the file half an hour earlier. The House is not concerned with it.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: دیکھیں! سیکرٹریٹ کی ذمہ داری ہے کہ مجھے ایک دن پہلے سوال دے۔

جناب چیئرمین: آپ ان سے منگوائیں۔ ان سے پوچھیں، کیبنٹ سیکرٹری سے پوچھیں۔ You should ask the Cabinet Secretary to provide you assistance earlier.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میں ابھی آیا ہوں تو انہوں نے مجھے کہا کہ یہ سوال ہیں۔ Can I bring it to the notice of the House or not? Is it improper?

Mr. Chairman: No. It is not proper. Leader of the Opposition.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): جناب! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ honourable Leader of the House وزیر رہ چکے ہیں، تجربہ کار ہیں، انہیں یہ brief اُن کے منہ پر واپس مارنا چاہیے تھا۔ آدھا گھنٹہ پہلے ان کو brief, accept نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ان کو یاد ہوگا جب یہ منسٹر تھے یا ہم تھا، اگر ہمیں رات کو brief ملتا تھا تو ان کے behalf پر ہم اپنے Secretaries اور Joint Secretaries سے anticipatory questions کرتے تھے کہ یہ سوال ہوسکتا ہے، یہ ہوسکتا ہے، اس کا جواب دیں۔ کئی مرتبہ briefs revise ہوتے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر ان کے پاس کام کا load ہے تو یہ اس type کی responsibility مت لیں۔ ان کو الجھایا جارہا ہے۔ محترم لیڈر آف ہاؤس trap ہورہے ہیں۔ آدھا گھنٹہ کیا، اگر آپ کو ایک دن پہلے بھی brief ملے تو آپ کہیں کہ جی کسی اور منسٹر کی ڈیوٹی لگائیں۔ آپ کے پاس فوج ظفر موج موجود ہے let some Minister take the responsibility and come and explain. ان پر burden ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ کوئی جواب نہیں ہے کہ جی آدھا گھنٹہ پہلے سوال ملا ہے۔ That is obviously irrelevant. It has to be on time. It has to be well-prepared.

آج کل ایک عام عادت بن گئی ہے کہ جب کوئی ضمنی سوال پوچھا جاتا ہے تو جواب آتا ہے کہ جی نیا سوال put کیا جائے۔ بات یہ ہے کہ اگر کوئی سوال totally out of context ہو تو پھر تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن اگر related ہے تو اس کا جواب دیا جانا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ supplementary question کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ لیڈر آف ہاؤس آئندہ اس type کی ذمہ داری نہ لیں اور حکومت کو کہیں کہ جی میرا کام بطور لیڈر آف دی ہاؤس، ایوان کو چلانا ہے، یہ ذمہ داری کسی اور کو دیں۔ اس کے علاوہ وزرا کو بھی مناسب وقت دیں تا کہ وہ تیار ہو کر آئیں، یہ نہ کہیں کہ جی ایک نیا سوال put کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی لیڈر آف ہاؤس۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب! میری request یہ ہے کہ جذباتی انداز کے بغیر بات کو سنا جائے تا کہ پتا چلے کہ کیا چیز ریکارڈ پر آئی ہے یا نہیں آئی۔ وہ چیز منگوائی جا سکتی ہے۔ They are the executive authorities and the officials. They are responsible to give the answers. اگر کوئی چیز رہ گئی ہے تو ان سے پوچھا جا سکتا ہے۔ I can ask them to answer it. If she wants an inquiry مجھے کل کہیں یا ابھی کہیں، میں انکوائری کرا دیتا ہوں۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب! آپ درست فرما رہے ہیں لیکن House کا concern یہ ہے کہ the Cabinet members should come prepared and they should reply. ایوان میں کوئی excuse نہ دیا جائے۔ There should not be any excuse. Otherwise, it should be deferred. Bader sahib, try to understand. لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی کہا ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب! میں excuse نہیں دے رہا۔ میں آپ کی working کو calculate کر کے، تجویز پیش کر رہا ہوں۔

Mr. Chairman: But working is with the Cabinet and is not with the House. The Cabinet has to decide it and not this House. I refer this question to the Standing Committee on Cabinet. Let it be

examined over there. Let it come that how many Members are working in the CDA.

یہ سوال دوسری مرتبہ آرہا ہے اور اس کا جواب نامکمل ہے۔ اس لیے میں اس کو متعلقہ اسٹینڈنگ کمیٹی کو refer کررہا ہوں۔

Senator Muhammad Jahangir Bader: But you are the custodian of the House.

Mr. Chairman: So I have referred it now. Let it be examined over there. Certainly, we want report also as to how many Members are working in the CDA Board, what is their date of appointment, what are their names and what are their qualifications. I refer this question to the Standing Committee. Let it be examined and let the report come by the next session.

(Desk thumping)

Senator Muhammad Jahangir Bader: Thank you Mr. Chairman but for their satisfaction, I would say that preliminary the answer in detail is there and that should also come in the Standing Committee.

Mr. Chairman: Obviously, the object of supplementary questions is to clarify things and to seek further information. This is the object and that is why it is mentioned in the rules also. Kalsoom Parveen sahiba.

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! ظاہر ہے قائدِ ایوان کو جو بتایا جاتا ہے، وہ وہی بات کریں گے۔ ہم انہیں قصوروار نہیں ٹھہراتے۔ جہاں تک اس بورڈ کی بات ہے، ایک تو یہ بورڈ نیا بنایا گیا ہے۔ اس میں ممبر (پلاننگ) کا قصہ ہی نہیں ہے اور جو ممبر (فنانس) ہے، اگر آپ اس کی qualification دیکھیں تو وہ finance کو meet نہیں کرتی۔ دوسری بات، انہوں نے پوچھا ہے کہ پہلے بورڈ کو حکومت نے کس طریقے سے ختم کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ پوچھا کہ اس بورڈ کی آج تک کتنی meetings ہوئیں۔ اس جواب میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس بورڈ میں سے سب سے اہم

رکن، ممبر (پلاننگ) ہوتا ہے جبکہ اس جواب میں ممبر (پلاننگ) کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی qualification دی گئی ہے۔ کم از کم جواب complete ہونا چاہیے اور ایوان میں غلط بیانی سے کام نہیں لیا جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین: آپ کی assertion ہے کہ ممبر (پلاننگ) کام کر رہا ہے۔ آپ کا سوال یہ ہے کہ کیا ان پانچ کے علاوہ بھی کوئی اور ممبر کام کر رہے ہیں۔

Senator Muhammad Jahangir Bader: Besides these five, one more Member is also working. He is looking after the Member.

Mr. Chairman: So, let it be examined by the Committee as to how many Members are working. Whether there is a Member (Planning) or not, let it be examined there. What is his qualification and the recruitment procedure, let these be examined over there in the Committee. Certainly, I want a report by next session.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میں ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کردوں کہ یہ حکومت کا prerogative ہے۔ اسٹیبلشمنٹ سے ایک پینل بن کر جاتا ہے، اس میں سے بندے چنے جاتے ہیں۔ I should tell the procedure.

جناب چیئرمین: یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ کس کو لگاتے ہیں۔ یہ ان کا prerogative ہے اور ان کی discretion ہے۔

Senator Muhammad Jahangir Bader: This is prerogative of the Government. They nominate the Members and they have nominated the Members.

Mr. Chairman: It is prerogative and discretion of the Government. We move on to next question now. Talha Mehmood sahib.

2. *Senator Muhammad Talha Mehmood: Will the Minister for Economic Affairs be pleased to state the names and

designation of the officers in BPS-17 and above in the Ministry, its attached departments and subordinate offices who themselves or their spouses hold dual nationality indicating also the names of the countries of their nationality?

Senator Saleem Mandviwalla: No officer of EAD holds dual nationality. However, the spouses of following two officers hold dual nationality :—

Name of Officer whose spouses hold dual nationality or nationality of other country	Designation with BPS	Country of nationality of the spouse.
Mrs. Baseerat Memraiz	Section Officer BPS-18	United States of America.
Mr. Afzal Latif	Joint Secretary BPS-20	British

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! میں نے دوہری شہریت کے حوالے سے سوال کیا تھا، اسی سے متعلق میرا ایک ضمنی سوال بھی ہے۔ جن افسران کے بارے میں انہوں نے بتایا ہے یا ایک general policy کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو کیا کوئی بھی سرکاری افسر کسی غیر ملکی عورت سے شادی کرسکتا ہے؟ دوسری بات، اگر وہ شادی کرتا ہے تو اس حوالے سے کہ اس کی بیوی کسی اور ملک کی شہریت بھی رکھتی ہے، کیا وہ پابند ہے کہ حکومت کو اس کی اطلاع دے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے اقتصادی امور۔

Senator Saleem Mandviwalla (Minister of State for Economic Affairs): Sir, this question was raised before also. Any Pakistani can marry a dual national. Dual national means a lady or a gentleman is a Pakistani national and a foreign national. They cannot marry a completely foreign national. So, as far as they are Pakistanis and dual national, this marriage is allowed and it is legal.

جناب چیئرمین: جی طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ کیا وہ پابند ہیں کہ اپنے محکمے یا حکومت کو اطلاع کریں کہ میں نے dual nationality رکھنے والی خاتون سے شادی کی ہے؟

Senator Saleem Mandviwalla: As this is permitted, they are not bound.

Mr. Chairman: A Joint Secretary working in BPS-20 is mentioned in your reply. Is he a dual national or only a British national?

Senator Saleem Mandviwalla: No sir, he is married to dual national. Both of the officers are married to dual nationals.

Mr. Chairman: We move on to next question. Begum Najma Hameed sahiba.

7. *Senator Begum Najma Hameed: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the number of files of maintenance Directorate of CDA misplaced during the last five years; and

(b) the details of action taken against the officials found responsible of the said lapses?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) Two files of Maintenance Directorate, were misplaced during June, 2009 (Copy of letter placed at Annexure).

(b) Due to the load of work in the month of June−2009, two files were linked up with other files, and misplaced, accordingly these files were re−constructed. No official was found involved in misplacement of these files.

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Begum Najma Hameed: No supplementary.

Mr. Chairman: Next question, Talha Mehmood sahib.

24. ***Senator Muhammad Talha Mehmood**: Will the Minister for Finance, Revenue and Planning and Development be pleased to state:

(a) the number of non−custom paid vehicles confiscated in the country during the last five years;

(b) the number of persons arrested on the charges of using those vehicles and action taken against them;

(c) the number of said vehicles returned upon payment of custom duty; and

(d) the amount of customs duty collected from the said persons?

Senator Saleem Mandviwalla: (a) The number of non−custom paid vehicles confiscated in the Country during the last five years are as under:—

2008−09	2009−10	2010−11	2011−12	2012−13 (till date)

1419	1258	1350	1205	705

(b) Total 80 persons were arrested on the charges of using non-customs paid vehicles and all the vehicles were outrightly confiscated. FIRs have been registered against those individuals under the Customs Act, 1969 and Court proceedings are in progress.

(c) 495 vehicles were returned to owners upon payment of custom duty, largely as a consequence of an amnesty Scheme (Annex- A).

(d) Rs. 144.26 million have been collected from these persons as customs duty.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد طلحہ محمود: اس سوال کے جواب میں انہوں نے گاڑیوں پر کسٹم ڈیوٹی کے حوالے سے تفصیل دی ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ اس کی checking کا کیا طریقہ ہے؟ان گاڑیوں پر کیا customs duty وصول کی جاتی ہے اور جب اس طرح کی گاڑیاں پکڑی جاتی ہیں تو ان کو چھوڑنے کا کیا طریقہ کار ہے؟ اگر آپ customs duty لیتے ہیں تو کتنی لیتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Senator Saleem Mandviwalla (Minister of State for Finance): Mr. Chairman, this question has already been replied in our reply that once these cars caught, they are caught in inspections, road checking or whatever. Whatever custom duty is due as per the tariff of the car and CC of the car, it is recovered from the individual from whom the car has been recovered.

جناب چیئرمین: طلحہ صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! اگر آپ اس میں sure ہیں تو آپ یہ بات کریں کیونکہ جب آپ اسمگل شدہ گاڑی کو پکڑتے ہیں تو کیا آپ وہی duty لیتے ہیں یا اس کے علاوہ کوئی fine وغیرہ بھی لیتے ہیں؟ آپ ان سے کتنی رقم لیتے ہیں؟ مثال کے طور پر آپ same situation پر لیتے ہیں تو پھر آپ اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں کہ اسمگل کی گئی گاڑی استعمال کرنے کے بعد اگر پکڑی گئی تو duty ادا کر دی گئی اور پکڑی نہ گئی تو اسے چلاتے رہیں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Senator Saleem Mandviwalla: If he will notice the reply that 495 vehicles were returned to the owners upon payment of customs duty, largely as a consequence of an amnesty scheme کچھ گاڑیاں amnesty scheme کے ذریعے recover کی گئی ہیں اور ان کی payments کی گئی ہیں اور کچھ گاڑیوں میں FIRs register ہوئی ہیں، so there are various cases in which after due process the duties have been recovered and the cars have been returned.

Mr. Chairman: Col. Tahir Mashhadi Sahib.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, I would like to ask the honourable Minister that out of 705 vehicles he has said that 495 vehicles had been returned on payment of customs duty. What happened to those remaining three hundred vehicles? What is the procedure? What are the rules and what is the utilization of those vehicles? Are they used or they left rotting? What is the process on which they go through?

Mr. Chairman: Minister for Finance.

Senator Saleem Mandviwalla: Mr. Chairman, the process is, if the vehicles are not claimed, they are auctioned and henceforth, recovery made by the custom by auctioning them.

Mr. Chairman: Saeed Ghani Sahib.

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے کہا کہ تقریباً 500 گاڑیاں tax and customs duties etc., لے کر واپس کر دی گئیں لیکن تقریباً ساڑھے پانچ ہزار کے قریب گاڑیاں ایسی ہیں جو واپس نہیں ہوئیں۔ اگر ان گاڑیوں کو auction کیا گیا ہے تو حکومت کو ان سے کتنی رقم حاصل ہوئی؟

جناب چیئرمین: وزیر برائے خزانہ۔

Senator Saleem Mandviwalla: Mr. Chairman, this will be a fresh question because this information I don't have with me.

جناب چیئرمین: آپ اس پر fresh question دے دیں۔ There is no supplementary question, so we move to next question No. 25.

25. *Senator Muhammad Talha Mehmood: Will the Minister for Finance, Revenue and Planning and Development be pleased to state:

(a) the names of the departments / institutions carrying out economic research in the country;

(b) the steps being taken by the Government for promotion of the research; and

(c) the amount spent for the purpose during the last five years with year-wise break-up?

Senator Saleem Mandviwalla: (a) Institutions carrying out economic research in the public sector include Pakistan Institute of Development Economics (PIDE) Islamabad, Applied Economic Research Center (AERC), Karachi and Economics Departments of Public Sector Universities.

Various private institutions like Sustainable Development Policy Institute (SDPI), Social Policy & Development Center (SPDC), Innovative Development Strategies (IDS) and local offshoots of

multilateral institutes are also conducting economic research in the country.

(b) Government of Pakistan with the help of development partners is taking different steps to promote research and development. In this regard Higher Education Commission's flagship programs of Indigenous and Foreign scholarship, research grants, University-Industry linkages and faculty development programs are very important. Moreover, dedicated institutes for economic research like PIDE and AERC have been given degree awarding status and encouraged to promote research culture through facilities like digital library, video conferencing and webinars.

(c) Pakistan is spending 0.67% of GDP for promotion of Research & Development in the country. Detailed year wise break-up will be provided in due course of time after obtaining from Finance Division.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! اس سوال کا نامکمل جواب دیا گیا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ پچھلے پانچ سالوں کے دوران سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی؟ جس کا جواب انہوں نے part 'c' میں دیا ہے کہ تفصیل Finance Division سے موصول ہونے کے بعد مناسب وقت پر فراہم کی جائے گی۔ وہ کون سا مناسب وقت ہو گا، اس کے متعلق بتا دیں؟ اس کے علاوہ اگر وہ کہتے ہیں کہ اسے pending کرنا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر آپ کہتے ہیں کہ ضمنی سوال کرلوں تو پھر میں اس پر ضمنی سوال کرلیتا ہوں۔

Mr. Chairman: Minister of State for Finance.

Senator Saleem Mandviwalla: Mr. Chairman, If he see the reply to the part 'c' which the honourable Senator has just mentioned, in which we have already replied that Pakistan is spending 0.67% of the GDP for this purpose which is of five years

and actual amount is for five years of Rs. 138 billion which has been spent on this activity.

Mr. Chairman: Are you satisfied or any question?

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! مجھے اس کا جواب yearly basis پر چاہیے تھا، انہوں نے yearly basis پر جواب نہیں دیا ہے، آپ نے اس کا 100% دے دیا ہے۔

Mr. Chairman: That can be provided to the honourable Senator.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! یہ اس جواب کا part 'c' مجھے بھیج دیں۔ میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ research کے حوالے سے آپ کن کن ممالک کی خدمات حاصل کر رہے ہیں اور تین سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے خزانہ۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب چیئرمین! ہم ان کے دونوں سوالات کے جوابات collectively انہیں بھجوا دیتے ہیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! ٹھیک ہے، مجھے منظور ہے۔

جناب چیئرمین: کرنل مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, I would like to ask the honourable Minister that as he says that 0.67% of GDP for promotion of research and development and he knows that research and development is the most important aspect of economics in any country in the world. So we are very far behind and that is why we are having these economic crisis after crisis after crisis because we are not spending enough on this and we are not having enough effort made in this sector. Will the honourable Minister tell me that except for leaving it to the universities to produce geniuses which we hope they do, what real steps he is taking and what visualize and easy making

efforts to spend more on this research and development so that we can have better economic policies of Pakistan?

Mr. Chairman: Minister of State for Finance.

Senator Saleem Mandviwalla: Sir, there are not only universities, we have two organizations called PIDE and AERC, they are also doing independent research. I agree with the honourable Senator that we should spend more resources on research activities but as we are always running short of resources it is difficult to collect resources for the same. All other details I don't have with me as of now but I can provide the details that he has requested.

جناب چیئرمین: پرویزرشید صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: شکریہ، جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب سے صرف یہ جاننا چاہوں گا کہ research پر جو پیسے خرچ ہوئے ہیں، یہ کوئی ایک کام ہمیں بتا دیں کہ پچھلے دو، تین یا پانچ سالوں میں ہوا ہو، جس سے انہیں policy بنانے میں مدد ملی ہو، جو ہمارے لیے کوئی خوشخبری ہو، کوئی ایک کام بتا دیں جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ جو پیسے research پر خرچ کیے گئے تھے، ان کا کوئی فائدہ ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب چیئرمین! اگر آپ section B میں دیکھیں تو we have mentioned something that we have achieved out of this, we have created a digital library, video conferencing. There have been some developments where research has been conducted through these activities but nevertheless, I can give him some exact achievements that the honourable Senator is looking for.

جناب چیئرمین: پرویزرشید صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: جناب چیئرمین! اگر ان کی research کے نتیجے میں digital library قائم ہوئی ہے تو پھر ہم اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ لیتے ہیں۔

Mr. Chairman: Now we move to the next question No. 26 of Senator Najma Hameed Sahiba.

26. ***Senator Begum Najma Hameed:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the number of CDA employees who have been allotted Government accommodations since 15th March, 2012; and

(b) the procedure adopted for allotment of the said accommodation?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) 145 numbers of CDA employees have been allotted government quarters since 15.03.2012 to date as detailed below:—

(a) Family Transfer− 93 Nos.

(b) Change basis − 21 Nos.

(c) Out of Turn basis − 31 Nos.

(b) (i) The procedure for Family Transfer cases have been adopted as per Rule 15 (I)(b) and 15(2) Chapter−VIII of Accommodation Allocation Rules 2002 (is annexed).

(ii) Procedure for change cases have been adopted as per Rule−12, Chapter−VIII of Accommodation Allocation Rules − 2002.

(iii) Procedure for out of Turn allotments adopted as per Rule 29(A), Chapter−XI of Accommodation Allocation Rules −2002.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میں نے allotment کے بارے میں سوال کیا تھا اور انہوں نے جو allotments کی ہیں وہ out of turn basis پر کی ہیں۔ سپریم کورٹ کے 19−10−2011 کے فیصلے کے مطابق allotments پر پابندی لگائی گئی ہے۔ اس فیصلے کی روشنی میں کیا CDA کا یہ اقدام غیر قانونی نہیں ہے؟ اگر یہ غیر قانونی نہیں ہے تو انہوں نے کس سے اس کی اجازت لی اور اس فیصلے

کے بعد merit سے ہٹ کر تیس گھر allot کیے گئے ہیں۔ اس طرح سپریم کورٹ کے فیصلے کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے اور کیا انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے؟

جناب چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! this is a new question, this is out of context, ان کو specify کرنا چاہیے تھا۔ انہوں نے allotment کی تین categories پوچھی تھیں، ان کا جواب دے دیا گیا ہے اور ان تینوں categories کے بارے میں بتا دیا گیا ہے کہ کیسے allotments کی جاتی ہیں۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے کہ آپ allotment نہیں کر سکتے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: اگر اس میں کوئی ایسی چیز ہے۔ اگر اس میں کوئی ایسی چیزیں ہیں which are thought to be unprocedural تو یہ کمیٹی میں جا رہی ہیں، وہاں جا کر ان سے detail پوچھ لیں، they can give details and she can bring another question. اور جو تیس گھروں کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے it is not specified.

جناب چیئرمین: جی طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب، یہ جو انہوں نے لکھا ہے 93 family transfer یہ کیا چیز ہے؟

Mr. Chairman: Yes, Leader of the House.

Senator Muhammad Jahangir Bader: This is for the widows.

جو مر جاتے ہیں یا ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں ان کی widows, ان کے بچے اگر اسی category میں آتے ہوں تو یہ گھر ان کو الاٹ کر دیے جاتے ہیں۔ This is called the 'family transfer'.

Mr. Chairman: No other supplementary, we move on to next question No.27, Mrs. Nuzhat Sadiq.

27. ***Senator Nuzhat Sadiq**: Will the Minister for Finance, Revenue and Planning and Development be pleased to state:

(a) the year-wise total amount of money that Pakistan has received from IMF during the fiscal years 2008-09 to 2012-13;

(b) the year-wise total amount of money that FBR has waived-off / exempted under the head of certain tax waivers / exemption to various entities during the same period through statutory regulatory orders (SRO's); and

(c) the year-wise total amount of money that FBR has estimated under the head of tax evasion during the said period?

Senator Saleem Mandviwalla: (a) The amount of money borrowed by Pakistan from IMF during 2008-09 –2012-13 stands at $7.878 billion with the following details:—

Year	Programme	Amount in $ billion
2008-09	Stand-By Arrangement (SBA)	3.900
2009-10	SBA	3.526
2010-11	Emergency and Natural Disaster Assistance (ENDA)	0.452
2011-12		0
2012-13		0
		Total: 7.878

(b) INLAND REVENUE

The year-wise details of total amounts of Income Tax and Sales Tax waived off from 2008-09 to 2011-12 are as under. Since Financial Year 2012-13 is still in progress, figures for the same are not yet available.

S. No.	Type of Tax	Amount of Tax Waived off (Rs. In billion)			
		2008-09	2009-10	2010-11	2011-12
1.	Income Tax	40.864	46.534	46.508	69.608
2.	Sales Tax	17.500	27.409	25.323	24.300
	Total	58.364	73.943	71.831	93.908

CUSTOMS

The total amount of customs duties waived-off / exempted through SROs during the period 2008-09 to 2012-13 (upto December, 2012) are as follows:—

Year	Amount exempted (Rs. in millions)
2008-09	72,486
2009-10	80,107
2010-11	92,587
2011-12	114,264
2012-13 (upto December)	61,280

(c) Attempts have been made in the past to have reasonable estimate of quantum of tax evasion but such estimates are prone to error because of non-availability of veritable information, huge size of unorganized sector and non-documentation of economy. As such any estimate will not be free from fallacy as it will be based on incorrect statistics.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر نزہت صادق: جی ہاں جناب چیئرمین۔ جناب، ہم آئی ایم ایف سے قرضے لے رہے ہیں اور حکومت کی یہ priority ہے اور ہمیں اپنی priorities کو صحیح کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ آج کی رپورٹ ہے اور let me read this that by going back to the IMF, Government has acknowledged that without a bailout package Pakistan will not be able to meet its financial requirements with reserves depleting. SROs کو بھی صحیح کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں ان کو parameters set کرنے چاہییں مثلاً اگر کوئی charity کرتے ہیں یا charity work کرتے ہیں تو اس کا tax waive off کیا جاسکتا ہے and so on and so forth. ابھی آپ دیکھیں انہوں نے figures میں بتایا کہ سات سو ارب روپے ہم نے قرضہ لیا اور 93 crores tax waive off کیا گیا ہے اگر 93 crores tax waive off نہ کیا جاتا تو شاید اتنی بڑی amount لینے کی ضرورت نہ پڑتی۔ So, my question is that where are we heading. اس کو دیکھ رہے ہیں یا SROs revisit کر رہے ہیں، شکریہ۔

Mr. Chairman: Minister of State for Finance.

Senator Saleem Mandviwalla: First of all, I want to mention about IMF that Government has not decided yet to go to IMF or not. So, that question is yet to be decided.

Whereas the 93 billion tax waived question is concerned, Madam, these are through SROs and these SROs are existing for the last 15, 20 years. They have not been taken out by the

government as such and they are for industrial sectors mainly for textile and the other sectors that you have mentioned charitable organizations and there are several SROs which are deriving these exemptions.

Now, the exemptions are normally given for sectors which need support or need growth. So, these SROs are active till today and if we take them out, it will be basically after consultation with those sectors. We can not just take them out like that. So, it is not that this Government or any other Government has gone and given the subsidies. They are well planned exemptions like textile in the country is zero rated and no tax is charged to textile on their activity. So, these decisions are made in consultation with the sectors. That is reply to your question.

Mr. Chairman: There is no other supplementary, we move on to next question, Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi Sahib.

28. *Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Capital Administration and Development be pleased to state:

(a) the number of officers working on regular, contract and deputation basis in the Federal Directorate of Education, Islamabad, with province-wise break-up; and

(b) the number of officials working in the said Directorate with province-wise break-up?

Mr. Nazar Muhammad Gondal: (a) The detail of number of officers in FDE is as under:—

Officers	Numbers

Regular	33
Contract	00
Deputation	06
Total	39

The list along with province−wise break−up is at Annex−A.

(b) The detail of number of officials in FDE is as under:—

Officials	Numbers
Regular	107
Contract	01
Deputation	20
Reinstated	30
Total:	158

The list along with province−wise break−up is at Annex−B.

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Library).

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Yes, please sir. Very comprehensive answer has been given and the list has been provided of the regular, contract and deputationist employees. No. 1, this is the Capital Development Authority. Only 9 out of 107 regular employees belong to the Province of Sindh and on deputation, there are zero from the Province of Sindh. Now, the Province of Sindh happens to be one of the most educated ones and which has provided the greatest leaders to Pakistan including

the Quaid−e−Azam and Zulfiqar Ali Bhutto Shaheed and Benazir Bhutto Sahiba Shaheed and almost all the great jurists, civil servants are from the Province of Sindh. It is strange that they cannot find any place and no justice whatsoever is done to this province. Are we again going back to the drawing board after the 18th Amendment, we were hoping that the provinces would be treated better and the step motherly treatment should stop. What is the reason that the honourable Minister does not deem it fit to give the due representation to the Province of Sindh? Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Minister for Capital Administration and Development.

Mr. Nazar Muhammad Gondal: Thank you, Mr. Chairman.

ان کی observation درست ہے لیکن یہ چھوٹا سا department ہے جس میں اگر کوئی آئے گا تو ہم اس کو 'No' نہیں کریں گے لیکن جہاں تک تعلق ہے کہ ان کی percentage کا تو یقیناً کم ہے لیکن میں اپنے honourable Senator Sahib کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی surplus allot نہیں ہوا۔ اگر یہ پنجاب کی لسٹ دیکھیں تو اس میں بھی کوٹے سے surplus نہیں ہے۔ سیٹیں خالی پڑی ہیں اور اگر کوئی آنا چاہتا ہے تو بسم اللہ اگر کوئی نہیں آتا تو ہمارا اس میں کوئی دوش نہیں ہے۔

Mr. Chairman: There is no other supplementary, we move on to next question, Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.

29. ***Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi**:Will the Minister for Finance, Revenue and Planning and Development be pleased to state the revenue collected as taxes on export of cotton garments during the last three years?

Senator Saleem Mandviwalla: There is no duty and taxes chargeable on export of cotton garments from Pakistan. Export Development Surcharge at the rate of 0.25% is leviable on

export of goods including cotton garments. However, this surcharge is collected by the scheduled banks authorized by the State Bank of Pakistan and the amount so collected goes to Trade Development Authority of Pakistan (TDAP), a body under the administrative control of Ministry of Commerce. Hence, this surcharge does not come in the ambit of duty and tax being collected by the Federal Board of Revenue.

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: No. supplementary.

Mr. Chairman: We move on to next question, Colonel (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.

30. *Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the number of plots allotted to the employees of CDA in Federal Capital Area on ownership basis so far;

(b) the criteria adopted for allotment of the said plots;

(c) the names, designation and nature of appointment of the employees of CDA who were allotted plots on ownership basis during the last five years indicating also the size and location of plot allotted in each case?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) 8692 plots have so far been allotted to CDA employees.

(b) Criteria placed at (Annexure−A).

(c) List of said employees placed at (Annexure−B, C& D.)

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Library)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Yes please. Sir, 8692 plots

انہوں نے آپس میں ہی، سی ڈی اے ملازمین کو الاٹ کر دیے ہیں، جو یہ بتا رہے ہیں۔ باقی اللہ جانے کتنے issue ہوئے یا نہیں ہوئے اور کیا situation ہے۔ پاکستان کے عوام یا لوگوں کے لیے کیا بچا اور کیا نہیں بچا اور یہ کیا کر رہے ہیں کیونکہ ان کی کوئی بھی سکیم take off نہیں کرتی۔ دوسری private schemes تو flourish کر جاتی ہیں، ایک دم بن جاتی ہیں لیکن ان کی رہ جاتی ہے۔ سی ڈی اے کے کتنے ہی ملازمین ہیں جن کو double or triple allotment ملی ہے اور کتنے ہی لوگوں کو فارم ہاؤس وغیرہ دیے گئے مگر وہ نہ سبزی اگاتے ہیں اور نہ وہ سستی قیمت پر سبزی بیچتے ہیں جس وجہ سے فارم ان کو الاٹ ہوا تھا otherwise تو فارم ہاؤس الاٹ ہی نہیں ہو سکتا۔ پہلے سات ممبران who were allotted during the five years. انہوں نے بتایا کہ ان سے پیسا بھی نہیں لیا گیا، price بھی نہیں لی گئی تو کیا ان کو یہ زمینیں مفت میں دی گئی ہیں؟ جن میں تنویر ایچ بخاری، ممبر، سکندر حیات میکن، ممبر---

Mr. Chairman: It is a very compound question now.

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: جناب، انہوں نے price ہی نہیں لکھی باقیوں میں تو لکھی ہے مگر ان کو تو مفت دیے گئے ہیں۔

Mr. Chairman: Mashhadi Sahib, you are on supplementary. The question you are asking is a very complex and very compound thing for the Leader of the House.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, honourable Leader of the House will reply whatever has been given to him but this requires detailed investigation as they have answered.

کسی میں price ہی نہیں دی گئی کہ انہوں نے اس کی کوئی price بھی دی ہے یا مفت میں پلاٹ لیے ہیں۔

Mr. Chairman: Leader of the House.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: اس میں سی ڈی اے کے ملازمین کو پلاٹ دیے جاتے ہیں جن کی تعداد بتادی گئی ہے۔ اگر یہ چاہیں تو سب کی تفصیل مہیا کی جا سکتی ہے۔ یہ پلاٹ 37 officials کو دیے گیے ہیں، الاٹ کیے گیے ہیں and this is on the seniority basis. اور یہ State Management–1 department کو سینارٹی کے اعتبار سے allot کیے گئے ہیں اور اس کے لیے جو criterian ہے رقم کا اس کے بغیر allot نہیں کیے جاتے۔ جہاں تک نچلے درجے سے تعلق رکھنے والوں کا تعلق ہے 450 ان کو دیے گئے ہیں but there are widows of the employees. تمام کی تمام widows کو ballot کے ذریعے دیے گئے ہیں۔ اس لیے ان کی transparency یا کچھ اور check کرنا ہو تو honourable member is very learned person, he can take it to the Committee as well. Now he can bring a new question. اس میں details دی جا سکتی ہیں۔ جہاں تک سبزیوں اور دوسری چیزوں کا تعلق ہے اور فارم ہاؤسز جنہوں نے دیے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ ہم ان میں سے نہیں ہیں تو یہ اس پر ایک الگ question put کرسکتے ہیں تا کہ ایسے لوگوں کے نام بھی باہر آجائیں۔

جناب چیئرمین: جی، سعیدہ اقبال صاحبہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب چیئرمین! یہ CDA کے پلاٹس کا جو سوال ہے یہ اس شہر کے تمام لوگوں کے ذہنوں میں اس لیے گھومتا ہے کہ CDA کے ملازمین بھی ویسے ہی سرکاری ملازمین ہیں جیسے دوسرے ہیں۔ یہ پالیسی اس گورنمنٹ نے نہیں بنائی مگر پالیسی یہ ہے کہ دوسرے ملازمین کو زندگی میں ایک پلاٹ ملتا ہے جبکہ ان کو دو پلاٹ ملتے ہیں۔ تو this is injustice, CDA or the Government should look into it. کیونکہ تمام سرکاری ملازمین اپنا کام کرتے ہیں۔ یہ لوگ CDA میں ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کو دو دو پلاٹس ملیں۔

Mr. Chairman: Yes, Leader of the House.

Senator Muhammad Jahangir Bader: Mr. Chairman, the standing policy of CDA is that one plot for each family.
اگر کسی فیملی کے ایک ممبر کو ملا ہے تو پھر اس کی بیٹی، بیٹا، بیگم

if they have the entitlement, even then they will not be allotted, only one for each family.

Mr. Chairman: There is no other supplementary. Begum Najma Hameed Sahiba.

32. ***Senator Begum Najma Hameed:** Will the Minister for Finance, Revenue and Planning and Development be pleased to state:

(a) the amount of loan obtained by Pakistan from China during the last five years;

(b) the purpose for which loan obtained; and

(c) the terms and conditions and rate of interest / markup on the said loan?

Senator Saleem Mandviwalla: (a) The Government through EAD obtained loans amounting to US$ 2,952.122 million from Eximbank China during January 2008 to December 2012.

(b) Purpose of these loans was to finance Eight (8) projects. (Annex–I)

(c) Details of agreed terms and conditions for these loans are at

Annex–II.

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Begum Najma Hameed: No.

Mr. Chairman: There is no supplementary. Talha Mehmood Sahib on a supplementary.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! انہوں نے جواب کے نمبر 6 پر لکھا ہے کہ X– Ray Scanners and Security System اور نمبر 7 پر لکھا ہے Safe City

Islamabad. اس میں بہت بڑی رقم involve ہے۔ کیا یہ پراجیکٹس complete ہو چکے ہیں؟ یہ رقم کب لی گئی ہے اور ان کے پراجیکٹس کی completion date کیا تھی؟

Mr. Chairman: Yes, Minister for Finance.

Senator Saleem Mandviwalla: Sir basically, many of these loans have been committed and many of them have not been utilized, some have been utilized. So, exact details are not available with me as far as Talha sahib has asked the question but I can give him reply to this question exactly what he has requested.

Mr. Chairman: Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. Sir, I would like to ask the honourable Minister that total loans that were taken from China worth 2952.122 million US$ and total disbursed is 1360.648 million. Sir, what about the difference, it is about 1600 or 1700 million dollars, where has that gone? Does anybody know that where this money has gone, what is the utilization of that?

Senator Saleem Mandviwalla: That is exactly what I have mentioned, it has not gone anywhere yet. It is still there. It has not been used. So, they are still in the projects and in the pipeline.

جناب چیئرمین: جی، اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کئی loans ہم use نہیں کرتے۔ Actually this reflects incompetence of any Government. آپ جب loans کو contract out کر دیتے ہیں اور particularly for the social sector education and health وغیرہ تو اگر آپ conditionality اور چیزیں پوری نہیں کرتے اور loan کے لیے ہر ملک نے ایک limit دی ہوتی ہے اور اس کے اندر وہ رہتے ہیں، نہ آپ use

کرتے ہیں اور نہ عوام کو فائدہ ہوتا ہے normally they are soft loans. So, can he give us the entire details in the next session یا کسی بھی وقت کہ کتنے loan انہوں نے contract کیے ہوئے ہیں۔ کتنے ان کی non-fulfillment کی وجہ سے ابھی pending ہیں تا کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر clear کریں جو ان کی capacity نہیں ہے۔ یہ بیٹھ کر اس کو close کر دیں تا کہ at least کسی نئے اور اچھے projects کے لیے education, health کے لیے کچھ ہو سکے and they are very soft loans تو in fact it reflects the governance and the competence of the people who handle it. تو یہ ذرا ہمیں اگلی میٹنگ میں بتا دیں۔ اگر ابھی نہیں ہے اور اگر ہے تو ابھی دے دیں ساری تفصیل۔

Mr. Chairman: Yes, Minister of State for Finance.

Senator Saleem Mandviwalla: Sir, I would like to explain that these loans are for projects and projects are all over the country, all provinces and the Federal Government.

اس میں جو delay ہوتی ہے وہ projects میں delay ہوتی ہے loan it is not that, disbursement میں delay نہیں ہے۔

So, I can reply to the question of Ishaq Dar Sahib in detail but mainly these are projects which are not being implemented and we have no control as Finance Ministry on those projects that why they are not being implemented and why they are not on schedule. I have no problem in giving these details.

Mr. Chairman: Next question, Mrs. Nuzhat Sadiq.

33. *Senator Nuzhat Sadiq: Will the Minister for Finance, Revenue and Planning and Development be pleased to state:

(a) the role of the State Bank of Pakistan with regard to uplift economy of the country;

(b) whether it is a fact that State Bank of Pakistan has statutory limit for printing of currency notes in a financial year, if so, the details thereof; and

(c) the steps being taken by the Government to revise role of the said Bank in order to control inflation, provide resources to private sector and make the economy prosper?

Senator Saleem Mandviwalla: (a) State Bank of Pakistan derives its role from Section 9A of the SBP Act 1956. Securing monetary stability and soundness of the financial system become the key objective of the central bank. Within this broad mandate, SBP focuses on achieving price stability by controlling inflation close to its annual and medium−term targets set by the Government. At the same time, SBP also aims to ensure financial stability, particularly the smooth functioning of the financial market and the payment system.

In addition, SBP has also taken up responsibility for promoting development finance, by ensuring sustainable financial solutions for the advancements in infrastructure, agriculture, housing and SME sectors.

(b) There is no specified statutory limit on printing of banknotes in a particular year.

(c) In order to enhance the effectiveness of SBP's monetary policy, Government has legislated amendments in the SBP Act in March 2012.

The most important amendment in this regard is the restriction on Government borrowings from the State Bank of Pakistan. Section 9(c) of the Act stipulates that the fiscal authority not only has to ensure no further accumulation of their debt owed to the SBP (keeping the quarterly flow of borrowings at zero) but also take steps to retire their borrowings from SBP by 30th April 2019.

Government's compliance to the Act by accumulating no further debt from SBP will play a positive role in anchoring inflation expectations. This will also play a key role to avoid the crowding out of private sector from available pool of bank funds and will increase investment in the economy and ensure a sustainable high economic growth path.

In addition, the Government also made some other amendments in the Act that would strengthen the monetary management of SBP. These amendments are as follows:—

The Banks governance structure was amended in Section 9(2) (c) which has increased number of non-executive directors from seven to eight. Moreover, eligibility requirements of the Board members stipulate that the directors should be eminent professionals from the fields of economics, finance, banking and accountancy.

The autonomy of SBP has been enhanced by restricting any person or entity to influence the members of the Central Board and Monetary Policy Committee in the performances of their functions or interfere in the activities of the Bank [Section 46B]. Furthermore, Government's power to supersede the Central Board of SBP, previously legislated as Section 52 of SBP Act, has also been curtailed by omitting the said section from the Act.

The amendment in Section 18 of the Act has empowered SBP to issue its own certificate of deposits to regulate the monetary and credit system.

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Nuzhat Sadiq: Yes, I have a question.

میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ویسے State Bank تو ہر دو ماہ کے بعد اپنی monetary policy کا اعلان کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ regular feature ہے کہ inflation rate بڑھے گا اور مہنگائی کی شرح بڑھے گی۔ State Bank in fact economy کی problems کو diagnose تو

ضرور کرتا ہے مگر اس کی remedy وقت آنے پر نہیں بتاتا اور روپے کی قیمت ہم دیکھ رہے ہیں کہ کم ہو رہی ہے جس کی بڑی وجہ ان کا نہ ختم ہونے والا کرنسی نوٹ چھاپنے کا عمل ہے اور انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ there is no specified statutory limit چھاپنے کے لیے۔ مگر we know کہ State Bank of Pakistan Act, State Bank کا role define کرتا ہے which is to protect the value of money both within and outside of Pakistan. آج ڈالر 100 کو touch کر رہا ہے which clearly indicates that State Bank is not playing its mandatory role. So, میرا سوال یہ ہے کہ وہ کیا role play کر رہا ہے as a monetary wing of the Finance Ministry. So, مجھے بتائیں گے کہ اس role کو ensure کرنے کے لیے State Bank کی طرف سے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

Mr. Chairman: Yes, Minister of State for Finance.

Senator Saleem Mandviwalla: As far the State Bank is concerned, I tend to disagree. They are not really playing the role of Finance Ministry. State Bank is quite autonomous and they release their monetary policy on their own. We have no role to play in the policy that they take out.

Secondly, I want to mention that whatever is required for State Bank to do, to intervene as far as the activity of dollar rate is concerned or interest rate is concerned, it is purely there own decision. It is nothing to do with the Ministry of Finance.

جناب چیئرمین: جی، صابر بلوچ صاحب۔

Senator Sabir Ali Baloch (Deputy Chairman): Thank you Mr. Chairman, actually my supplementary does not relate to what has been asked in the question. If the Minister has got any knowledge, he can answer me, otherwise he is not supposed to. I am just asking the composition of the Board of Directors of State Bank.

Mr. Chairman: Yes, Minister of State for Finance.

Senator Saleem Mandviwalla: Sir, I don't have the exact details and names of the Directors but I can always furnish them to Sabir Sahib.

Mr. Chairman: Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman, I would like to ask the honourable Minister that is it not a fact that because of bad economic policies of the Government
ہمارے عوام جو suffer کر رہے ہیں وہ bad planning کی وجہ سے ہے۔ بجٹ سارا haywire
ہو گیا ہے اور حکومت صرف نوٹ چھاپ کر اور Banks سے loans لے کر چل رہی ہے۔ Will the
کہ honourable Minister kindly let me know or let the House know
حکومت نے State Bank of Pakistan سے کتنا loan لیا ہے، بنکوں سے کتنا loan لیا ہے
اور کتنے نوٹ چھاپے ہیں just to keep the fall of economy going. Thank you.

Mr. Chairman: Yes, Minister of State for Finance.

Senator Saleem Mandviwalla: Sir, again I don't have these details with me right now but I will provide it.

Mr. Chairman: Next question, Begum Najma Hameed Sahiba.

34. *Senator Begum Najma Hameed: Will the Minister for Finance, Revenue and Planning and Development be pleased to state:

(a) the intervals at which house and population census is conducted; and

(b) the benefits of the said census?

Senator Saleem Mandviwalla: (a) After independence five censuses have been held in 1951, 1961, 1972, 1981, and the last census was undertaken in March, 1998.

(b) Population Census data provides benchmark for all socio−economic development plans, administrative activities, basis for political representation, equitable distribution of public funds to the federating units and quota to all civil posts in Federal Government as per constitutional requirement.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 15 سال ہوگئے ہیں لیکن مردم شماری نہیں ہورہی ہے اور الیکشن ہورہے ہیں۔ تو یہ محکمہ کیا کام کرتا ہے۔ اگر ان کا کام مردم شماری ہے تو یہ مردم شماری بھی نہیں کرسکتے۔ کس کام میں یہ لگے ہوئے ہیں۔ یا تو یہ محکمہ ختم کردیں یا مردم شماری ہر پانچ سال بعد تو ضرور ہونی چاہیے۔

Mr. Chairman: Yes. Minister for Finance, Revenue and Planning Division.

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب والا! اگر معزز سینیٹر reply دیکھیں تو یہ last 1998 میں ہوئی تھی and then it was planned for 2008 and 2009 which is probably in process now.

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: کتنا عرصہ گزرے گا اس process میں؟ دو تین الیکشنوں کے بعد ہوگی۔

Senator Saleem Mandviwalla: Madam, actually this is done in every ten years. So the last was done in 1998.

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: پندرہ سال ہوگئے ہیں۔

Senator Saleem Mandviwalla: Exactly, I hope the process is on, it will happen now.

جناب چیئرمین: جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: معزز وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے بہت صحیح بات کی کہ مردم شماری 1998 میں تو ہوئی تھی اس کو پندرہ سال گزر گئے، اب یہ عمل شروع کب ہو اور مکمل کب ہو گی کیونکہ ہم پانچ سال سے سن رہے ہیں کہ مردم شماری ہو رہی ہے، ابھی تک نہ مردم شماری ہوئی، پیسہ بھی خرچ ہو رہا ہے اور ابھی بھی پتا نہیں کب تک مکمل ہو گی۔ معزز وزیر صاحب بتا دیں کہ اس کی کوئی time limit ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟ بس آپ نے کہہ دیا اور وہ کرتے جائیں گے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے پلاننگ۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب والا! as such time limit تو نہیں ہے but as تو you can see in every ten years they try to do a new census I think the process is started. So it will take place.

جناب چیئرمین: جی رشید صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مردم شماری اس وجہ سے نہیں ہو سکی کہ خود حکومت کی حلیف جماعتوں میں اختلاف رائے تھا اور اپنی اپنی آبادی کو زیادہ دکھانے کے لیے مردم شماری کو روکنا پڑا۔ دوسری میری درخواست یہ ہے کہ اگر مردم شماری نہیں ہو سکی تو کیا مردہ شماری کی گئی ہے تاکہ ہمیں یہ بتایا جا سکے کہ پاکستان کی آبادی کتنی کم ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر پلاننگ۔

Senator Saleem Mandviwalla: Sir. I really do not have a reply to this question because I really do not know what was the reason of this delay here right now but I can always reply to the honourable senator

کہ delay کیوں ہوا. and when it will happen.

جناب چیئرمین: اگلا سوال۔ حاجی غلام علی صاحب۔

35. ***Senator Haji Ghulam Ali**: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the date of creation of plot No.29-G (4089 Sq yard) in sector G-9, Islamabad, and the purpose of its creation;

(b) the date of auction of the plot, to whom auctioned alongwith price of auction and the amount paid by the allottee so far;

(c) whether it is also a fact that the said plot was further devided into further sub-plots, one measuring 2000 sq. yard and remaining piece bifurcated into plot numbers 29-A, 29-B, 29-C, 29-D and 29-E;

(d) whether it is further a fact that the said 2000 Sq. yard plot was allotted or auctioned again, if so, the procedure adopted for allotment of the same; and

(e) the names and other particulars of the parties to whom other portions i. e. 29-A, 29-B, 29-C, 29-D and 29-E allotted indicating also the price at which allotted?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) Plot No.29-G in sector G-9 was never planned. However a Plot No.29, Markaz G-9, Islamabad was planned as a Cinema plot in 1984 however, in October 1999 Planning Wing, CDA after approval of the Chairman CDA decided to re-plan/change the purpose/ Trade of the same Cinema Plot from "Cinema" to a "Commercial Plot".

(b) Plot No.29, Markaz G-9, measuring 4088.9 Sq. Yards (hereinafter referred to as the "Cinema Plot") was put to auction for the purpose of construction of a cinema. M/S Friends Builders were the highest bidders at a rate of Rs.3625/- per sq yards, the total premium of which worked out to Rs.1,48,22,222/- (Rs. 14.82 Million). However due to non-payment the same Was cancelled from the name of M/S Friends Builders on 05.05.1984 and after its re-planning the same was re-auctioned on 16.04.2003 @ of

Rs.156,800/- PSY total works out Rs.327,555,200/- to Mr. Arif & Others.

(c) This Plot was auctioned in 1984 as Cinema and subsequently cancelled in 1985. The Plot No. 29 was re-planned as five commercial plots on 16-10-1999. Later on in 2002 the improvement plan of G-9 Markaz was approved wherein five Plot No. 29-A, 29-B, 29-C, 29-D and 29-E which were again re-planned into a plot measuring 235 x 80 (2088.88 Sq. Yard).

(d) After re-planning of the Cinema Plot the same was re-auctioned on 16.04.2003 @ of Rs.156,800/- PSY total works out Rs.327,555,200/- to Mr. Arif & Others. The proper procedure of auction was adopted by putting, it in open auction after proper publicity.

(e) As there were no Plot No. 29-A, 29-B, 29-C, 29-D and 29-E therefore, the same were neither auctioned nor allotted.

جناب چیئرمین: کوئی سپلیمنٹری سوال۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب والا! یہ ایک بہت اہم سوال ہے، اس کے کافی اجزا ہیں، تین سوال ہیں، میرے خیال میں آپ نے سوال کا جواب تفصیل سے دیا ہے لیکن اس میں چار پانچ ارب روپے کا گھپلا ہوا ہے۔ آج سے چار دن پہلے، روزنامہ ''نوائے وقت'' اور "Tribune" نے ایک بہت بڑی بلڈنگ کی فوٹو لگائی ہے کہ ایک اہم شخصیت نے یہ پلاٹ لیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے سی ڈی اے سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر ایک پلاٹ 2003 میں نیلام ہو اور 2003 میں وہ شخص پیسے جمع نہ کروائے اور پلاٹ کینسل ہو جائے تو کس قانون کے تحت 2010 میں درخواست دے کر اس پلاٹ کو بحال کیا جائے گا۔ 2010 میں اس پلاٹ کی قیمت سات ارب روپے ہے، اس وقت یہ auction دو کروڑ اٹھاسی لاکھ میں ہوا تھا۔ سی ڈی اے اسی لیے تباہ ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین! سی ڈی اے کی ماہوار تنخواہیں پچاس کروڑ روپے ہیں، بیس کروڑ روپے سے زیادہ اس کے دیگر اخراجات ہیں، کرپشن اس میں اس طرح ہو رہی ہے کہ ایک پلاٹ جو سات ارب روپے کا ہے اس کو تین کروڑ میں دیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بھی دیکھیں کہ پلاٹ چار ہزار مربع گز کا تھا اس کو تقسیم کر کے دو ہزار کر دیا

گیا، پانچ پلاٹ بنائے گئے، 29 A, 29 B, 29 C, 29 D, and 29 F وہ پانچ پلاٹ کدھر گئے۔ وہ پانچ پلاٹ پارکنگ کے لیے چھوڑ دیئے، وہ پانچ پلاٹ بھی سات ارب روپے کے تھے۔ اگر ہم، یہ ایوان، ہماری کمیٹیاں اس کو نہیں روکیں گی تو پھر لازمی بات ہے لوگ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے پاس جائیں گے، لوگ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے پاس جائیں گے اور کہیں گے دیکھو یہ فوٹو چھپا ہوا ہے، ایک کلو میٹر کا پلازہ بن رہا ہے، اس کے بعد خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے سی ڈی اے آپ کے حلقے میں آتا ہے۔ آج سے پانچ دن پہلے اخبار میں ایک خبر آئی تھی کہ پانچ گھر چار چار مرلے کے جنہوں نے کوئی ممٹی بنائی تھی ان کو demolish کر دیا گیا۔ G-9 میں پانچ سٹوری بلڈنگ اور ایک پارکنگ بنائی گئی اور سی ڈی اے کو نظر نہیں آرہا آخر کیوں؟ اس کے لیے میرے پاس اور بھی مواد ہے، میں request کرتا ہوں کہ اس کو متعلقہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس میں ساری چیزیں پیش کریں گے۔ اگر یہ سب کچھ درست ہو تو پھر ایوان میں رپورٹ آئے اور جو ایوان فیصلہ کرے ہمیں قبول ہے۔ اس کے متعلق میرے پاس بہت مواد ہے اور خود انہوں نے ہر سوال کا جواب دیا ہے کہ ٹھیک ہے یہ 2003 میں نیلام ہوا۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر 2010 میں بھی نیلام ہو گیا، جس نے یہ لیا تھا ایک شخص اس کے پاس گیا کہ یہ مجھے دے دو، پندرہ بیس لاکھ لے لو، میں اس کو اپنے نام پر کروا لوں گا اور وہ شخص کامیاب ہو گیا۔ ایک پیسہ بھی جمع نہیں ہوا اور اس شخص کے نام ٹرانسفر ہو گیا۔ جس کے نام ٹرانسفر ہوا، اس نے post dated cheque دے دیے اور پلازہ بیچ بیچ کر پیسے دے رہا ہے۔ اس کو کمیٹی کو ریفر کر دیا جائے۔

Senator Muhammad Jahangir Bader: I welcome the concern of the honourable member.

سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اگر یہ کمیٹی میں لے کر جانا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس پلاٹ کی ہسٹری یہ ہے G 29 جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے، یہ 1984 میں جنرل ضیاء کی حکومت میں چار کروڑ روپے میں auction کیا گیا۔ اس کے بعد 1999 میں اس پلاٹ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا جیسے حاجی صاحب نے بتایا ہے۔ اس کے پانچ حصوں میں سے چار پلاٹوں کو پارکنگ کے لیے چھوڑ دیا گیا اور ایک پلاٹ کو کمرشل بنا دیا گیا، اس ایک پلاٹ کی 2003 میں جیسے حاجی صاحب نے کہا، قیمت میں صرف فرق ہے، بتیس کروڑ روپے میں auction ہوئی اور پارٹی نے پیسے ادا نہیں کیے اور ان کی auction cancel کر دی گئی۔ اس کے بعد انہوں نے 2011 میں اس کو review کرانے کے لیے

درخواست کی اور یہ رقم بڑھا کر چالیس کروڑ روپے میں اسے دے دیا گیا۔ اس کے بعد چھ کروڑ 58 لاکھ روپے additional payment کے بھی ڈالے گئے، وہ رقم ساری انہوں نے ادا کر دی، بلڈنگ انہوں نے بنائی اور اس کی latest position یہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک وقت میں یہ پلاٹ چار کروڑ روپے کا تھا اور اب چالیس کروڑ کا ہے۔ چار پلاٹوں پر پارکنگ ہے، ایک پر انہوں نے بلڈنگ بنائی ہے اگر حاجی صاحب انکوائری چاہیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: جی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب چیئرمین! میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، اس لیے کہ میرے پاس مواد موجود ہے۔ اصل میں بات یہ ہے-----

جناب چیئرمین: آپ کا اصرار تھا کہ اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے، Leader of the House نے خود agree کیا کہ this matter should be referred to the committee اس پر ایک اور سوال بھی ہے۔

سینیٹر حاجی غلام علی: تینوں سوالات، جو بھی اس سے related ہیں کمیٹی کے سپرد کر دیے جائیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: تینوں کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی حسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے فیصلہ کر لیا، بات بہت اہم ہے، اس میں چار points بیان کروں گا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ کروڑوں کی بات نہیں ہو رہی، اربوں کی بات ہو رہی آپ نے صحیح فیصلہ کیا ہے کہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس میں بہت کچھ موجود ہے یہ کمیٹی میں فیصلہ ہوگا آئندہ کے سوالات میں بھی یہی ہے۔ اس طرح فیصلہ نہیں ہو سکتا، اس میں بڑا غبن ہے، اس میں کسی خاص آدمی کا نام بھی آرہا ہے۔ اربوں کی بات ہو رہی ہے لیکن کروڑوں میں آپ نے سودا کر دیا۔ بہتر یہ ہے کہ اس کو refer کر دیا جائے۔

Mr. Chairman: Both the questions, that is, 35 and 36 are being referred to the Committee as it was proposed by Senator Haji Ghulam Ali and the Leader of the House has also suggested that it

should be referred to the Committee. So, both the questions are being referred to the Committee and the report should come by the next session.

ایک اور بات جہانگیر بدر صاحب! آپ نے دیکھی ہوگی اور honourable Senators بھی یہاں بیٹھے ہیں، انہوں نے بھی دیکھی ہوگی کہ it is in the "Dawn" that certain size of a land was allotted to ERRA for temporary construction and today it is in the paper that temporary construction کی جگہ انہوں نے permanent construction کر دی ہے۔ That was a license, that was not a lease and now it is being allotted, so that should also be examined کہ اس طرح public property should not be thrown away چاہے وہ کوئی department ہو یا کوئی individual ہو۔ مجھے تو اس میں ERRA کا کوئی role نظر نہیں آتا کیونکہ Ministry of Climate Change is there and it is looking after all these things. So, kindly see into it کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ ایک license پر permanent construction ہو رہی ہے اور پھر they are asking for a lease. That should be examined. Kindly take it up with the Government and examine it.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: چیئرمین صاحب! یہ بات جو آپ نے ابھی کہی ہے، اس کو بھی آپ کمیٹی کو refer کر دیں۔

I have no objection to it. I don't look after the management of the CDA.

Mr. Chairman: You don't look after the CDA but you can ask the Government that there should be some restraint. It is an important issue. Any person who comes on a deputation to CDA, while serving three years or five years, he moves out from CDA, then he also gets a plot in a very posh sector. The Government has to examine all these policies. Equality of law is for every citizen and that should also be examined. Yes, Haji Adeel sahib.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہ رہا تھا اسی سوال سے متعلق لیکن اب آپ نے فیصلہ دے دیا ہے کہ یہ معاملہ کمیٹی کو refer کیا جائے۔

Mr. Chairman: Let it be examined over there.

یہاں پر بہت سارے issues raise کیے گئے ہیں اور قائد ایوان نے خود بھی کہا ہے کہ it should go to the committee.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں اس کمیٹی کا رکن نہیں ہوں اس لیے آپ سے استدعا ہے کہ مجھے بھی اس میں بلایا جائے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! ایوان میں سے جو بھی رکن چاہے اس میں آکر observer بن سکتا ہے اور آپ ان کو آنے کی اجازت دیں۔ جیسا کہ دوسری کمیٹیوں میں ہوتا ہے کہ you invite everybody and he is entitled to come and attend. جو بھی اس میں آنا چاہتے ہیں وہ سیکرٹری کو بتا دیں تا کہ وہ ان کو بھی بلالیں۔

Mr. Chairman: All those members who are interested to attend the meeting, they may be invited. Thank you.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: سیکرٹری صاحب! ہمارا نام نوٹ کرلیں۔

Mr. Chairman: Now we move on to next question.

37. ***Senator Haji Ghulam Ali**: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the details of billboard installed on Kashmir Highway near PSO petrol pump, opposite Sector G−13, Islamabad, indicating also the date of approval and installation of each billboard and the name of persons in whose name approval was granted; and

(b) the amount received by CDA for the said billboards so far?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) Details of billboard installed on Kashmir Highway near PSO petrol pump, opposite Sector G−13, Islamabad are given as under:—

Name of Licensee:- Engineer Waqar Qazi, Owner Al-Wahid F/S Kashmir Highway

Date of approval :- 15-01-2011

Date of installation :- 10-03-2011

(b) Amount Received so far:- Rs. 25,00,000/-

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Haji Ghulam Ali sahib.

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب چیئرمین! اس کو بھی کمیٹی کو refer کر دیں۔

Mr. Chairman: No, this is altogether a different thing.

سینیٹر حاجی غلام علی: یہ چاروں سوالات ایک ہی فرد کے بارے میں ہیں۔ پشتو میں ہم اس کو ناگ کہتے ہیں۔ ایک ناگ CDA پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کا خون چوس رہا ہے۔ میں خود بھی ڈسٹرکٹ ناظم رہا ہوں۔ جب بھی کوئی ہم سے signboard کی approval لیتا ہے تو وہ چاہے اس پر کچھ لگائے یا نہ لگائے، وہ اس کے پیسے دے گا۔ اس میں بھی ایسا ہی ہوا ہے کہ انہوں نے یہ بنایا ہوا ہے اور آج تک صرف -/Rs.2,500,000 وصول ہوئے ہیں۔ اس کو بھی اگر کمیٹی میں لایا جائے تو میں وہاں بتاؤں گا کہ اس پورے پلازے کا اور اس بورڈ کا ایک پیسا بھی نہیں ملا۔ وہ ان کو postdated cheque دیتے ہیں اور CDA کو بالجبر کہتے ہیں کہ اس کو بینک مت بھیجو۔ آپ وہ چیک دیکھیں، میں آپ کو ان کی فوٹو کاپی دوں گا، اس میں تاریخ لکھی ہو گی یکم جنوری لیکن وہ cash ہو گا یکم دسمبر کو۔ اس طرح انہوں نے چیک دیے ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس سوال کو بھی کمیٹی کو refer کر دیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایک مرتبہ CDA کو check کریں گے بھائیوں کی طرح اور پھر اس پر ایک umbrella آجائے گی اس کو تحفظ دینے کے لیے اور پھر کوئی بھی اس طرح کا غلط کام نہیں کر سکے گا۔ اس کو پہلے کمیشن کے حوالے بھی کیا گیا ہے۔ سپریم کورٹ کا جج کہتا ہے کہ اس میں تین ارب روپے کا گھپلا ہے اور میری معلومات کے مطابق سپریم کورٹ کے ایک جج نے ہائی کورٹ کو حکم دیا ہے کہ اس کی booking روک دو۔ لوگوں کے پیسے برباد ہو جائیں گے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ کمیٹی کا اجلاس بلا کر جلد از جلد فیصلہ ہو جائے۔ لہٰذا اس سوال کو بھی کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! مجھے پھر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اگر یہ سوال بھی کمیٹی کو refer کر دیا جائے لیکن میں ایک بات یہاں پر عرض کر دوں کہ مجھے جو یہاں پر بتایا گیا ہے، I must tell that it is fully approved by the Chairman, CDA and it is fully paid. حاجی صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ Rs.2,500,000/- کی payment نہیں ہوئی۔ Haji sahib, let me complete it. اگر یہ payment نہ ہوئی ہو جبکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ payment ہو گئی ہے تو this is a statement before the House and it will be a misstatement. اگر کسی official نے مجھے misstatement دی ہے for the House, then he should be suspended immediately. یہ میں ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں۔ یہ معاملہ کمیٹی میں لے جائیں اور اس کو check کریں اور دیکھیں کہ یہ fully paid ہے یا نہیں ہے because they have assured me that this is fully approved, I am talking about the billboard, this is fully paid اور انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا ہے that this billboard is on their private property لیکن اس کے باوجود انہوں نے CDA کا rent جو بھی بنتا تھا وہ pay کیا ہے۔ بہر حال حاجی صاحب جیسے چاہیں ویسے کر لیں۔

جناب چیئرمین: جی حاجی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: قائد ایوان صاحب ہمارے senior politician ہیں، انہوں نے جس طرح بتایا ہے اس طرح نہیں ہے۔ Technical مسئلہ یہ ہے کہ ان کو briefing دی گئی ہے تمام سوالات کے بارے میں کہ پیسے جمع ہو گئے ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ cheque کن تاریخوں کے تھے اور وہ cheque bank میں کب آئے ہیں۔ میں proof کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب ان لوگوں کو plot allot کیے گئے اور پھر جب دوسرے شخص کے نام plot transfer کیے گئے، اس وقت تک ایک پیسا بھی جمع نہیں کرایا گیا تھا۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ issues کو mix up کر رہے ہیں۔ ابھی billboard کا issue چل رہا ہے اور آپ plot پر آ گئے ہیں۔ آپ billboard پر بات کریں۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ cheque دیے ہیں اور میں بھی کہتا ہوں کہ cheque دیے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ کمیٹی میں آئیں، جو میرے پاس معلومات ہیں وہ میں دوں گا، ہم کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتے لیکن اگر غلط ہو تو غلط کرنے والے کو سزا دی جائے گی کیونکہ CDA بالکل زمین بوس ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: حاجی صاحب! ہم نے اپنی قبر میں جانا ہے، کسی اور کی قبر میں نہیں جانا۔ اس لیے آپ جس طرح بھی کسی سے حساب لینا چاہیں مجھے کوئی problem نہیں ہو گی۔ You are most welcome. ہر بندے کو اپنا حساب دینا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! قائد ایوان یقیناً وہی بات کر رہے ہیں جو ان کو بتائی گئی ہے لیکن میں ایک گزارش کروں گی کہ سینیٹر غلام علی صاحب کے جو concerns ہیں اور وہ جو بات کر رہے ہیں، وہ بالکل ٹھیک ہے۔ یہ بات کروڑوں کی نہیں بلکہ اربوں کی بات ہے اور جس طریقے سے یہ اربوں روپے کی بندر بانٹ کی گئی ہے اور ایک سینما گھر کی کس کس طریقے سے اور کہاں کہاں منڈی لگائی گئی ہے۔ آپ نے ابھی مہربانی کی ہے، کمیٹی کو بھیجا ہے، House is open, میں تمام House کو invite کرتی ہوں بلکہ notice officially by name بھی ان کو ملے گا۔ جو شخص آنا چاہے اور جو شخص اس میں معلومات دینا چاہے وہ آئے، اس کو ہم اچھے طریقے سے examine کر کے انشاء اللہ اگلے اجلاس میں اس کی report بھی lay کر دیں گے۔

Mr. Chairman: It was relating to Question Nos.35 and 36 and now it was question No.37. The only important thing in that question, what has been raised by the honourable member, that the cheque was given at one date, which is January, what he has suggested and what he has contended also that it was encashed after some months. So, that is to be examined. Whether that is correct or it is incorrect, that is the thing. If you see the reply to question No.36, the allotment letter was issued on 2nd of November,

2011, that was the date when the allotment letter was issued and the same plot was transferred on 4th of November, 2011. This is very astonishing. Let it be examined by the Committee. So, all these matters are referred to the Standing Committee concerned. Now, we move on to the last question.

38. ***Senator Nuzhat Sadiq:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the amount spent on renovation of CDA headquarters during the last four and half year with year−wise break−up;

(b) whether pre−assessment of the said work and its cost was conducted, if so, the details thereof; and

(c) whether it is a fact that the said work was carried out on over and above the estimated cost, if so, its reasons?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) The year−wise expenditure for the last four and half years is as follows:—

Year	*Expenditure*
2012−13	Nil
2011−12	23,025,000/−
2010−11	11,341,664/−
2009−10	168,625,000/

(b) The pre−assessment of the said work and its cost was conducted by the pre−qualification committee and after evaluation the following rates were approved and are being implemented till date;

Design Fee	Premium on MES Schedule of Rates

3.7%	30% above

(c) The work carried out was never over and above the estimated cost, however the scope of work was enhanced on the instruction of competent authority on the same terms and conditions.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Nuzhat Sadiq sahiba.

سینیٹر نزہت صادق : جناب چیئرمین! جواب کے part (c) میں انہوں نے کہا ہے کہ work carried out was never above the estimated cost, اور انہوں نے کہا ہے کہ however, the scope of work was enhanced on the instruction of competent authority تو کون سا work enhance کیا گیا تھا اور کیا اس پر extra cost نہیں آئی اور یہ بتا دیجئے کہ شفافیت کو کس طرح اس کیس میں ensure کیا گیا ہے۔

Mr. Chairman: Yes, Leader of the House.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: Estimated amount was two hundred million اس پر جو کام ہے that is still on. اور اس میں شفافیت یہ ہے جو مجھے بتائی گئی ہے کہ 2006 کے rates ابھی تک کام ہو رہا ہے۔ اس طرح باقی اور کوئی چیز ان کے ذہن میں ہو تو she can put another question. ابھی جو چیزیں پوچھی گئی ہیں that is for the maintenance اور اس کی renovation میں جو چیزیں آتی ہیں، وہ work ابھی تک جاری ہے اور ابھی تک ان کے پاس پیسے بھی ختم نہیں ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود : جناب والا! آپ کے توسط سے میں ضمنی سوال کرنا چاہوں گا۔ 2009 اور 2010 میں =/168625,000 روپے خرچہ مرمت پر آیا ہے۔ مہربانی کر کے مجھے بتائیں کہ سولہ کروڑ کے اندر کیا مرمت ہوئی ہے۔ اس میں تو بہت بڑی عمارت بن جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: لیڈر آف دی ہاؤس۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: اس میں renovation, tiles, painting, furniture etc., یہ ساری چیزیں جو اس میں آسکتی ہیں وہ شامل ہیں۔ اگر انہوں نے اس کی transparency check کرانی ہو تو یہ اپنی کمیٹی میں اسے لے جائیں۔ اس کی details یہی ہیں، یہ رقم اسی پر خرچ ہوئی ہے۔

Mr. Chairman: Question Hour is over. Now we take up the leave applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب عثمان سیف اللہ خان ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 28 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ہلال الرحمٰن صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 28 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ہری رام صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ 28 تا 29 جنوری ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Presentation of Report: On the Investigation for Fair Trial Bill, 2012

Mr. Chairman: Now we move on to Item No. 3. Senator Muhammad Kazim Khan, Chairman Standing Committee on Law, Justice and Parliamentary Affairs, may move Item No.3.

Senator Muhammad Kazim Khan: Thank you Mr. Chairman. I beg to present report of the Committee on the Bill to

provide for investigation for collection of evidence by means of modern techniques and devices to prevent and effectively deal with scheduled offences and to regulate the powers of the law enforcement and intelligence agencies and for matters connected therewith or ancillary thereto [The Investigation for Fair Trial Bill, 2012].

Mr. Chairman: The report stands presented.

جی مفتی ستار صاحب۔

سینیٹر مفتی عبدالستار: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ دو ہفتوں سے بلوچستان کے اندر جو گورنر راج لگا ہے اس پر احتجاج جاری ہے۔ آج جمہوریت کا دعویٰ کرنے والوں نے خود جمہوریت کے خلاف ایسے کام کیے ہیں۔ لوگ بلوچستان میں سراپا احتجاج ہیں اس سے بڑھ کر شٹر ڈاؤن اور جلسے جلوسوں کے علاوہ ابھی پہیہ جام ہڑتال بھی ہونی ہے اور اس کا علاج بہت آسان ہے کہ اگر دفعہ 236 کو دیکھا جائے اور اس order کو واپس لیا جائے تو میرے خیال میں اس معاملے میں کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ امن قائم ہوگا اس مسئلے پر حکومت وقت کی طرف سے توجہ نہ ہونے کی وجہ سے BNP عوامی اور جمعیت العلمائے اسلام احتجاج کرتی آرہی ہیں۔ آج بھی میں احتجاجاً اس ہاؤس سے walk out کرتا ہوں جمعیت العلمائے اسلام اور BNP کے ساتھ۔

(اس موقع پر جمعیت العلمائے اسلام اور BNP کے ممبران ہاؤس سے walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: جی، Item No. 4 فاروق نائیک صاحب نہیں ہیں۔ عباس آفریدی صاحب آپ اس Item No. 4 کو move کریں گے۔ Ordinances lay کرنے ہیں

Legislation Business: Laying of Ordinances۔

Senator Abbas Khan: Sir, on behalf of Minister for Law and Justice, I beg to lay before the Senate the following Ordinances as required by Clause (2) (a) (ii) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:−

(i) The Services of Pakistan (Redressal of under-Representation) Ordinance, 2012 (Ordinance No. VII of 2012),

(ii) The Establishment of the Office of Wafaqi Mohtasib (Ombudsman) Order (Amendment) Ordinance, 2012 (Ordinance No. VIII of 2012).

Mr. Chairman: Ordinances stand laid. Ministry of Law and Justice and Parliamentary Affairs has intimated that the Ordinance No. VII of 2012 is being laid in Senate, in terms of paragraph (b) of Clause 3 of Article 89 of the Constitution, it will be deemed to be a Bill introduced in the Senate. The Bill, therefore, stands referred to the Standing Committee concerned for consideration and report.

Now we move on to Item No. 5 that relates to Ministry of Interior.

یہ بل کون پیش کرے گا۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: یہ کل رحمٰن ملک صاحب پیش کریں گے۔

Mr. Chairman: So, Item Nos. 5 and 6 are deferred for tomorrow. Now we take up Item No.7.

The Trade Development Authority of Pakistan Bill, 2012.

Senator Abbas Khan: Sir, I beg to move that the Bill to provide for the establishment of the Trade Development Authority of Pakistan [The Trade Development Authority of Pakistan Bill, 2012], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed. Right, it is opposed. Yes, Leader of the Opposition.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہو گی کہ in line with our precedents and practice آپ اس بل کو respective Committee کو refer کر دیں

، وہ اس کو دیکھ لیں اور اس کے بعد آپ وقت دے دیں ۔ Then it can be obviously taken up after the Committee's report.

Mr. Chairman: Minister of State for Commerce.

سینیٹر عباس خان (وزیر مملکت برائے تجارت): ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن نیشنل اسمبلی کی جو ترامیم تھیں ان کے ساتھ ہم agree کرتے ہیں لیکن جیسے اسحاق ڈار صاحب کہہ رہے ہیں، ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Dar sahib, by what time report should come?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب، مجھے نہیں پتا کہ آپ نے کب prorogue کرنا ہے۔ اگر جمعے کو کرنا ہے تو پھر کافی وقت نہیں ہے ۔ آج منگل ہے تو یہ اگلے اجلاس میں ہو سکے گا اور ان کو ایک ہفتہ دے دیں۔

سینیٹر عباس خان: اگر اسی اجلاس میں ہو جائے تو بہت اچھا ہے ۔ کمیٹی کے چیئرمین صاحب ادھر ہی بیٹھے ہوئے ہیں وہ کر لیں اور اسی اجلاس میں پیش ہو جائے تو اس سے آسانی ہو گی ۔ ان کے جو بھی تحفظات ہیں وہ کمیٹی میں دور کر لیں اور اسی اجلاس میں پیش ہو جائے تو اچھا ہے ۔

Mr. Chairman: Is it possible to have a meeting today or tomorrow.

سینیٹر عباس خان: چیئرمین صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ کر دیں گے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ان کو پتا ہے ۔ چیئرمین صاحب سے پوچھ لیں ۔ We will attend if Chairman convenes the meeting سب سے پہلے تو issue ہے کہ اس کو کمیٹی میں جانا چاہیے۔

Mr. Chairman: The Minister does not oppose to that.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: تو اب timing کا جو workout کرنا ہے it has to be pragmatic جیسے آپ بھی فرما رہے ہیں بن جائے۔ کیا یہ ممکن ہو سکے گا کہ کمیٹی اجلاس بھی کر لے۔ پہلے بھی ہم نے بڑے Bill on Trade Organization fast track پر کو کیا ہے ۔ اس کو ہم

نے دو meetings میں ختم کر دیا تھا تو اس کو دیکھ لیں۔ It is not the problem if the Chairman is willing.

Mr. Chairman: It is being referred to the Standing Committee on Commerce and the report should come by day after tomorrow.

Items No.5 and 6, amendment to Motor Vehicles Bill جہانگیر بدر صاحب! یہ legislative ہے۔ رحمٰن ملک صاحب نہیں ہیں۔ ویسے تو چیف وہپ صاحب نے کہا ہے کہ business کو کل کے لیے defer کر دیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: اسے کل کے لیے defer کر دیں۔

Mr. Chairman: So, we have exhausted the Orders of the Day. Yes, on point of order Hasil Bizinjo sahib.

Extension of Special Committee Functioning under the Chairmanship of Chief Whip.

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! میرا پوائنٹ آف آرڈر آپ اور ایوان کی اطلاع کے لیے ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب میں نے خضدار کا معاملہ یہاں اٹھایا تھا تو آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی جس کے چیئرمین ہمارے چیف وہپ صاحب ہیں۔ کلثوم صاحبہ، مولانا غفور حیدری صاحب اس کے ممبر ہیں۔ میں صرف آپ کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کمیٹی کے نتیجے میں خضدار میں چیزیں کافی نارمل ہو چکی ہیں۔ اس کمیٹی میں ہم نے ایف سی کے کمانڈنٹ، چیف سیکرٹری، کمشنر خضدار کو بھی بلایا تھا جس کی وجہ سے خضدار اور پنجگور کے دونوں پریس کلب جو بند تھے، کھل گئے ہیں اور ان میں بہتری آئی ہے۔ ہم اسے تھوڑا سا extend کرنے کی بات کر رہے ہیں کہ اس میں جو دو کمشنرز اور ہیں ان کو بھی اس میں add کریں۔ اگر یہ کمیٹی continue کرے تو چیزیں بہتر ہو سکتی ہیں۔ مجھے حیرت ہوئی کہ جب ہم نے چیف سیکرٹری صاحب سے پوچھا کہ ہم آپ سے یہ سوالات کر رہے ہیں، کہیں آپ برا تو نہیں مان رہے؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ابھی بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ چیف سیکرٹری کہتے ہیں کہ ہم سے کوئی پوچھتا نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہم سے پوچھے کہ بلوچستان میں امن و امان کی کیا صورت حال ہے؟ ہم سے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ This Committee is

working well اور حیدری صاحب نے کہا میری طرف سے، کلثوم صاحبہ نے کہا میری طرف سے بھی آپ چیئرمین کو یہ inform کر دیں کہ that Committee is doing well. شکریہ۔

Mr. Chairman: It is worth noting the performance of the Committee also and you got relief. Certainly it did standard business. We can ask the sense of the House. The Leader of the House and the Leader of the Opposition, I seek your attention right now. It is an issue as Senator Hasil Khan Bizinjo said that a special committee was constituted and it has performed and the people have got relief over there. There is a request that the tenure/functioning of that committee be extended. The Leader of the House and Leader of the Opposition should give their opinion.

پہلے قائد ایوان سے پوچھ لیتے ہیں۔ جی ان کی extension کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: اگر کمیٹی نے اپنا کام مکمل نہیں کیا تو Mr. Chairman, it will be in the fitness of the matter that its functioning should be extended.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی اسحاق ڈار صاحب! آپ کی کیا رائے ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ جناب چیئرمین! ایک تو یہ سپیشل کمیٹی تھی it is not a sub-committee سب کمیٹی میں جو نئے رولز مارچ 2012 والے ہیں، ان کے تحت ٹائم لائن ہے کہ automatically a committee has to be winded up. آپ نے جب کمیٹی کو announce کیا تو آپ نے time line luckily نہیں دی۔ میرا خیال ہے کہ couple of months اور دے دیں جیسے حاصل بزنجو صاحب کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی اسلام الدین شیخ صاحب۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جناب چیئرمین! جیسا کہ ہمارے ممبران نے خود فرمایا کہ اس سے بہت بہتری آئی ہے اور واقعی بہتری آئی ہے۔ یعنی کوئی kidnappings نہیں ہوئیں، کوئی سڑکیں بلاک نہیں ہوئیں اور ہماری کمیٹی کے ممبران اس پر مطمئن ہوئے۔ چونکہ یہ خضدار اور قلات کے لیے تھی، کمیٹی کے اراکین کا یہ concern تھا کہ اس میں ہم کوئٹہ اور مکران ڈویژن کو بھی شامل کر

لیں۔ اس سے نتائج بہتر آئیں گے۔ اس میٹنگ میں کمیٹی کے تمام اراکین نے مجھے یہ تجویز دی تھی۔ اب ممبران کا اپنا concern ہے۔ یہ سپیشل کمیٹی تھی۔ میری درخواست ہو گی، چونکہ بلوچستان ہمارا ایک ایسا صوبہ ہے جو بدامنی کا شکار ہے لیکن اسے اس کمیٹی سے بہت فرق پڑا، اس لیے اگر آپ اسے extend کرتے ہیں اور کوئٹہ اور مکران، دونوں ڈویژنوں کو اس میں شامل کرتے ہیں تو اس سے بہت بہتری آئے گی اور بلوچستان کے تمام اراکین بھی یہ چاہتے ہیں۔ یہ میری درخواست ہے کہ آپ اسے extend کریں۔

Mr. Chairman: Then it should be formally moved that Makran and the other areas may be included. Dar sahib, what is your opinion?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! اب تک کی progress کی ایک رپورٹ پیش کر دیں۔ جیسے انہوں نے appreciate کیا ہے اور .that will be interim report اسی میں یہ recommend کر دیں کہ ہم نے یہ کام اور کرنا ہے اور اس کا scope بھی اس میں propose کر دیں کہ بڑھا دیا جائے تو آپ sense of the House لے کر یہ کر دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ کل یہ کر لیں۔

جناب چیئرمین: جی اسلام الدین شیخ صاحب۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: میں ایک وضاحت کر دوں۔ ہماری ایک meeting on camera ہوئی اور ایک meeting in camera تھی۔ اس میں کچھ چیزیں in camera ہیں میں نہیں سمجھتا کہ انہیں ایوان میں disclose کیا جائے۔

Mr. Chairman: What are the achievements?

وہ achievements آپ ایوان کو بتا دیں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: ان کا تو ممبران کو پتا ہے۔ ممبران خود بتا دیں گے۔

Mr. Chairman: But there should be an interim report for that.

سینیٹر اسلام الدین شیخ: وہ رپورٹ آپ کو دے دیں گے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چیئرمین صاحب! گزارش یہ ہے کہ کئی committees ایسی ہوتی ہیں جن کی in camera proceedings ہوتی ہیں۔ ہماری Constitutional Committee نے ایک سال گیارہ مہینے in camera کام کیا۔ ہماری Parliamentary Committee on National Security وہ in camera تھی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ دہشت گردی کے حوالے سے رپورٹ بنی تھی۔ اب بھی وہ in camera ہوتی ہیں۔ In camera کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کا جو final decision ہے آپ اس کو بھی ہاؤس کے ساتھ share نہیں کر سکتے۔ اس کی جو sensitive چیزیں ہیں ان کو آپ یہاں نہ لائیں۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہماری یہ achievements ہیں without going into detail کہ کیا sensitive چیزیں ہیں۔ انہیں آپ share نہ کریں اور جیسے آپ نے خود فرمایا کہ یہ دے دیں، یہ ہماری interim report ہے، یہ ہم نے اور کام کرنا ہے اور اس کا scope extend کر دیا جائے
for another two or six days. So, I think that should be fine.

Mr. Chairman: Let the interim report come by Thursday اور اس پر آپ suggest کر دیں جیسے ڈار صاحب نے کہ ہے کہ جو اس کی domain or jurisdiction ہے it should be extended to other areas that can be done with the consent of the both sides. We can have a sense of the House that day. You should ask the Secretary of the Committee to give the interim report یعنی جو interim report آپ نے ہاؤس کو دینی ہے so, it should come by Thursday. جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ چیئرمین صاحب! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں ایک بل پاس ہوا تھا جس کے تحت ممبران سینیٹ و قومی اسمبلی کی ریٹائرمنٹ کے بعد بھی انہیں official passport allow کیا گیا تھا لیکن بد قسمتی سے اگر مرد ہے تو اس کی بیوی کا نہیں ہے۔ اگر خاتون ہے تو اس کے خاوند کا نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ آپ اس پر ایک رولنگ دے دیں۔ یہ زیادتی ہے۔ اگر ایک کو مل سکتا ہے تو دوسرے کو بھی ملنا چاہیے۔ میرا ایک اور پوائنٹ ہے کہ آپ اسلام آباد میں دیکھیں کہ کتنی چیک پوسٹس بنی ہوئی ہیں۔ آنے کے لیے ہی نہیں، جانے کے لیے بھی بنی ہوئی ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جب افغانستان میں جہاد ہوا تھا تو جہاد کے بعد جب وہ واپس چلے گئے تو

ہر ایک نے اپنے گاؤں کے آگے ایک چیک پوسٹ لگا دی اور جو لوگ جاتے تھے، ان سے پیسے لیتے تھے۔ یہ کام آج کل اسلام آباد میں شروع ہے۔ ہر پولیس سٹیشن نے اپنی چیک پوسٹ لگائی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کوئی کام نہیں ہے۔ اس سے انتشار ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ موٹروے پر بھی چیک پوسٹ لگائی ہوئی ہے۔ یہ دنیا میں انہونی بات ہے۔ مجھے بتائیں کہ آج تک انہوں نے کتنی گاڑیاں پکڑی ہیں۔ کتنے چور پکڑے ہیں۔ وہ تو ان سے پکڑے نہیں جاتے۔ بس عوام کو تکلیف دینے کے لیے ہیں۔ جاتے وقت آپ دیکھیں تو اتنی لمبی گاڑیوں کی قطار ہوتی ہے۔ ایک سپاہی ادھر بیٹھا ہوتا ہے۔ ایک کھڑا ہوتا ہے جس کے پاس کچھ ہوتا نہیں۔ اکثر موبائل پر بات کر رہا ہوتا ہے۔ یہ بھی نہیں دیکھتا کہ کون گزر رہا ہے۔ کون آرہا اور کون جا رہا ہے اور جس پر تھوڑا سا شک ہو جائے تو اسے سائیڈ پر کر کے اس سے پیسے لے کر چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارے معزز قائد ایوان بیٹھے ہیں۔ وہ وزارت داخلہ سے پوچھیں کہ آپ نے اس سے کیا ابھی تک achieve کیا ہے یا یہ صرف لوگوں کو تکلیف دینے کے لیے کر رہے ہیں۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: اس پر Leader of the House آپ دیکھیں and it should be examined کہ جو former members of the Parliament ہیں ان کے spouse کو بھی official passport کو بھی ملنا چاہیے۔ اس طرح کی rules کی requirement تھی۔ If a Federal Secretary and his spouse can get an official passport then why cannot the former members of the Parliament. It should be examined in light of those rules. It was already directed by the former chairman that those should be issued.

آپ اس کو دیکھ لیں کہ the former members of the parliament should also be facilitated. جعفر اقبال صاحب۔

Creation of New Province Bahawalpur Southern Punjab.

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں آج اس ایوان اور آپ کی توجہ بڑے اہم نکتے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آپ media میں دیکھ، سن اور پڑھ رہے ہیں کہ حکومت کی طرف سے ایک amendment لائی جا رہی ہے۔ پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت، قائد میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب ذاتی دلچسپی لے کر پچھلے سال پنجاب اسمبلی میں دو

resolutions consensus لائے تھے۔ یہ record کی اور بڑی اہم بات ہے جو میں آج گزارش کر رہا ہوں اور وہ consensus یہ تھا کہ Pakistan Peoples Party, Pakistan Muslim League (Functional) اور پنجاب کی باقی جماعتوں نے consensus کے ساتھ unanimously دو resolutions pass کیے۔

ایک resolution صوبہ بہاولپور کی بحالی کا تھا جو 1955 میں صوبہ تھا۔ جب one unit بنا تو سارے صوبے ختم ہو گئے لیکن جنرل یحییٰ خان جو Martial Law Administrator اور صدر تھے، انہوں نے جب صوبے بحال کیے تو بہاولپور صوبے کے عوام کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے اس صوبے کو وہ status نہیں دیا جو اس کا حق تھا۔ یہ وہاں کے لوگوں کی demand بھی تھی۔ 71-1970 میں ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں بہاولپور میں اس وقت کی قیادت نظام الدین حیدر اور دوسرے لوگوں نے اس پر باقاعدہ agitate کیا اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ وہاں پر لوگ شہید ہوئے اور خواتین جو بہاولپور کی سڑکوں پر صوبہ کی بحالی کے سلسلے میں نکلی تھیں، ان سے بھی زیادتی ہوئی۔ یہ دیرینہ demand تھی جس کو دیکھتے ہوئے پنجاب حکومت نے اتفاق رائے سے یہ resolution pass کیا۔

دوسرا resolution جنوبی پنجاب کے حوالے سے تھا کہ کچھ لوگ جنوبی پنجاب کے نام سے نیا صوبہ بنانے کی خواہش رکھتے ہیں، اس کو بھی examine کر لیا جائے اور اگر وہاں geographically, administratively and financially یہ ضرورت ہے تو وہاں بھی صوبہ بنا دیا جائے، ہمیں اعتراض نہیں ہو گا۔ جناب چیئرمین! آئین کے مطابق جب یہ دونوں resolutions National Assembly میں on pass ہوئے تو فوری عمل کرنے کی بجائے پیپلز پارٹی کی حکومت، اس پر ڈیڑھ سال تک بیٹھی رہی اور انہوں نے اس پر کچھ نہیں کیا۔ ہمارے سابقہ وزیر اعظم جناب یوسف رضا گیلانی صاحب جو اس وقت آگے آگے ہیں، ان کے ہی دور میں اس کو cold storage میں ڈال دیا گیا تھا۔ جناب چیئرمین! وہ دور گزرنے کے بعد اب elections کا سال شروع ہو چکا ہے اور elections سر پر ہیں تو یہ اس کو ایک election stunt اور election کے نعرے کے طور پر آگے لے کر آئے ہیں۔ سب سے بڑی زیادتی یہ ہے، فرحت اللہ بابر صاحب میرے دوست اس کمیشن کے چیئرمین ہیں، انہوں نے آپ کے ہوتے ہوئے یہیں floor of the House پر یہ statement دی تھی کہ ہمیں پنجاب اسمبلی سے pass ہو کر آنے والی resolutions کو دیکھنے اور forward کرنے کی jurisdiction دی گئی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک نیک کام ہے جو ہونا چاہیے

تھا لیکن یہ سارا politicize ہو گیا ہے۔ ہم نے media اور اخبارات میں دیکھا ہے کہ ایک عجیب صورتحال پیدا کر دی گئی ہے کہ فرحت اللہ بابر صاحب کی committee or commission کہتا ہے کہ ہم ان دونوں کو ملا کر بہاولپور جنوبی پنجاب کے نام سے نئے صوبے کا نام دیتے ہیں۔ سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ بھکر، میانوالی جہاں کے عوام کا کوئی مطالبہ ہی نہیں تھا، ان کو بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ محترم چیئرمین اور ممبران کو پتا ہی نہیں ہے کہ بہاولنگر کہاں ہے اور بہاولپور کہاں ہے۔ یہ وہاں کبھی گئے ہی نہیں اور یہاں بیٹھ کر ایک ایسا کام کر رہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان جو اندرونی اور بیرونی طور پر گمبھیر حالات میں گھرا ہوا ہے وہ مزید گھرے گا۔ آج جناب چیئرمین! میانوالی، بھکر، بہاولپور میں احتجاج شروع ہو گیا ہے۔ میں آپ کے سامنے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کراچی، بلوچستان اور خیبر پختونخوا جل رہے ہیں، خدارا! آپ پاکستان سے کیا بدلہ لینے جا رہے ہیں؟ آپ پاکستان کو کیوں de-stable کرنے جا رہے ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کہ مل جل کر یہ اچھا کام کریں اور وہاں کے لوگوں کو سہولتیں دیں اور جس کی آئین پاکستان اجازت دیتا ہے، وہ کریں۔ ان تمام چیزوں کو by pass کیا جا رہا ہے اور جناب چیئرمین! آئین کا article 239 (4) یہی کہتا ہے۔ یہ صرف دھوکا دہی ہے کہ متعلقہ صوبے سے two third majority کے بعد یہاں پر جو amendments پیش ہوں گی، اس کے بعد ان کا جائزہ لینا ہے۔ ان لوگوں کی کوئی تعداد نہیں ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہارے ہوئے لوگ جیتے ہوئے لوگوں پر سبقت لیں؟

(اس موقع پر ایوان میں نماز ظہر کے لیے اذان سنائی دی)

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا pandora box کھول دیا گیا ہے جو بند نہیں ہو گا۔ آج راجن پور اور ڈی جی خان کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم بلوچ ہیں، ہمیں بلوچستان میں شامل کر دیا جائے۔ یہ ایسا pandora box ہے جو کبھی بند نہیں ہونے والا لہذا میں on floor of the House یہ کہوں گا کہ پنجاب اسمبلی سے جو resolutions pass ہو کر آئے ہیں، اگر حکومت من عن وہ لائے گی تو ہم support کریں گے۔ اگر حکومت نے جو اپنی چال چلی ہے، اسے لائی تو ہم اس کو قطعاً منظور نہیں کرتے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اپنی amendment لائے گی جو وہاں کے عوام کی ترجمانی کرتی ہے اور جو resolutions پنجاب کے صوبے نے پیش کیے ہیں، جن کو تمام جماعتوں نے pass کیا، اگر انہوں نے اس کو بار بار

politicize کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کے لیے بہتر نہیں ہو گا۔ فرحت اللہ بابر صاحب کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مہربانی کیجیے جو اچھا کام ہونے جا رہا ہے، جس اچھے کام کی پاکستان کو ضرورت ہے، وہ کرنا چاہیے ورنہ جو آپ کریں گے، یہ amendment کبھی pass نہیں ہو گی اور آپ لوگوں کو بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ آئین پاکستان کا(4) Article 239 بڑا واضح ہے کہ یہاں سے جو بھی pass ہو گا، اس نے پنجاب اسمبلی میں دوبارہ جانا ہے اور پنجاب اسمبلی نے اس کو دو تہائی اکثریت سے pass کرنا ہے۔ پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت کے پاس two third majority نہیں ہے، اس کے پاس simple majority نہیں ہے۔ یہ عوام کو بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ جنوبی پنجاب اور بہاولپور کے عوام ---

Mr. Chairman: You have made your point. This would be repetition now. Yes, Leader of the House.

میرا خیال ہے راجہ صاحب نے بھی اسی issue پر بات کرنی ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میں جواب نہیں دینا چاہ رہا۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ میں ان کے خیالات کی عزت کرتا ہوں لیکن for the correction of history جو بات انہوں نے کہی ہے اس کی وضاحت بہت ضروری ہے۔ یہاں کہا گیا کہ بلوچستان کی movement شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی گورنمنٹ کے دور میں چلی، which is not historically correct, یہ movement 1970 میں چلی اور اس وقت جنرل یحییٰ خان کا دور تھا، شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی گورنمنٹ اس کے بعد آئی۔

جناب چیئرمین: جی جعفر اقبال صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں نے یہاں بہاولپور کا ذکر کیا تھا کہ اس وقت بھٹو صاحب کی حکومت میں جب لوگوں نے صوبے کی بحالی کا کہا تو لاٹھی اور گولیاں چلیں۔ میں نے تو بلوچستان کا ذکر ہی نہیں کیا۔ آج ہم نے کوئی گولی اور لاٹھی نہیں چلنے دی اور ہم نے صوبہ بحالی کا وہاں resolution pass کروا دیا۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میں بہاولپور کا ذکر کر رہا ہوں کہ جب بہاولپور صوبے کی تحریک چلائی گئی اور وہاں پر آنسو گیس کا استعمال ہوا تو اس وقت جنرل یحییٰ خان کا دور تھا، it was not the government of Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto.

Mr. Chairman: Chaudhry sahib, we can't have debate on this issue

کہ کون سے دو ر میں ہوئی ہے۔You have made your pointاور Leader of the Houseکی طرف سے responseآئے گا۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: شکریہ۔ جناب چیئرمین! کل سینیٹ کی پریس گیلری نے walk outکیا تھا اور پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے ایک کیمپ بھی لگا ہوا ہے۔ ان کے پاس شام کو مختلف پارٹیوں کے leaders and membersتشریف لے گئے تھے، وہاں پر گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے Leader of the House, Senateبھی گئے تھے اور انہوں نے commitmentکی تھی کہ ان کے جو مطالبات ہیں ان کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ گورنمنٹ کی credibilityکا ہے کہ ان کے جائز مطالبات ضرور پورے کیے جائیں اور یہ سارے doableہیں، انہوں نے کوئی ایسا مطالبہ نہیں کیا کہ جو نہیں ہو سکتا۔ سیکورٹی provideکرنا ہر شہری کے لیے ضروری ہے لیکن پریس کے جو 95سے زیادہ لوگ شہید کر دیئے گئے ہیں، ان کو protectionدینا یا بعد میں ان کو compensation دینا، یہ بڑا ضروری معاملہ ہے، اسی طریقے سے ان کا wage boardہے، وہ اگر نہیں بنتا یا پہلے wage board awardپر عمل درآمد نہیں ہوتا تو وہ بھی ہونا چاہیے، وہ ایک legal, constitutionalبات ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے پر صرف وہاں کھڑے ہو کر یہ کہہ دینا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں، یہ کافی نہیں ہے۔ اس سے credibility injure ہو گی۔ لہذا میں Leader of the Houseسے گزارش کروں گا کہ اس معاملے کو ایک routineکے طور پر نہ لیں، جیسے یہاں سوالات کے جوابات ادھورے دیئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے ہم اس کو دیکھیں گے، کریں گے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں پر بعض لیڈروں نے صرف شعروں پر ہی گزارہ کیا، کبھی ایک نے شعر پڑھا اور کبھی دوسرے نے شعر پڑھا۔ اس سے تو یہ مسائل حل نہیں ہوں گے، گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ practical stepsلے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی.Leader of the House

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! کل یہاں پر ان کے مطالبات پورے جذبے اور محبت کے ساتھ پیش کیے گئے، ان کی حمایت کی گئی اورہاؤس نے یہsuggest کیا کہ میں وہاں پر یکجہتی کے لیے جاؤں۔میں اس ہاؤس کے تمام ارکان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ وہاں پر پہنچے۔ ان سے بات کی گئی اور جب ان سے کہا گیا کہ ہم آپ کے مطالبات کی حمایت کرتے ہیں تو یہ نہیں کہا گیا کہ میں ابھی فوری طور پر کر دوں گا یا میرے پاس کوئیpowerہے، ایکprocedureکے ذریعے بات آگے بڑھی ہے، کلMinister Informationان کے پاس گئے اور مجھے جو ان کی جانب سےmessageملا کہ وہ اسے ماننے کے لیے تیار ہیں but there are various demands with the various departments, various ministriesاور ان کوconsolidate کر کے ہی کچھ کیا جائے گا۔Anyhowاس پر stepsلیے گئے ہیں، اسے ادھورا نہیں چھوڑا گیا، ہماری محض dialogueکی تاریخ نہیں ہے۔ یہاں پر جو ابات ادھورے چھوڑے جاتے ہیں تو جس departmentسے متعلقquestionآتے ہیں ان کے جوابات بھی انہی departmentsسے آتے ہیں، میں اپنے پاس سےfactsنہیں پیش کرتا، I don't want to conceal the facts, I don't want to present my own facts. I have to tell the ground reality and I assureکہ انشاء اللہ نہ اس ہاؤس سے جھوٹ بولا جائے گا، I am not this type of person and this is not my history.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! محترم جعفر اقبال صاحب نے جوpointاٹھایا چونکہ میں اس کمیشن کا چیئرمین ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ ریکارڈ کی درستگی کے لیے تین نکات کی وضاحت کروں۔ ایک تو فاضل سینیٹر صاحب نے کہا کہ صوبائی اسمبلی نے دو قراردادیں pass کی تھی اور اس میں ایک صوبہ بہاولپور کی بحالی سے متعلق تھی۔

جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ 9مئی 2012 کو صوبائی اسمبلی نے دو قراردادیں pass کی تھیں، ایک تھی صوبہ بہاولپور کی بحالی اور دوسری تھی جنوبی پنجاب۔ جب یہ کمیشن بنا تو کمیشن کے سامنے یہ دونوں قراردادیں موجود تھیں تو ظاہر ہے کہ کمیشن نے اپنےmandateکے

مطابق دونوں resolutions پر غور کرنا تھا۔ اس کمیشن کے سامنے 15 experts آئے تھے، انہوں نے اپنے دلائل دیئے۔ اس کے علاوہ 2300 سے زائد خطوط اور address communications کی گئیں۔ Resolution میں الفاظ استعمال ہوئے تھے "صوبہ بہاولپور کی بحالی"، جس سے واضح طور پر یہ مطلب نکلتا تھا کہ گویا بہاولپور کسی زمانے میں صوبہ تھا۔ کمیشن نے ہر expert سے پوچھا کہ اگر بہاولپور صوبہ تھا تو کوئی ایسا notification ہو کہ جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ یہ صوبہ تھا تو اسے کمیشن کے سامنے رکھا جائے۔ کمیشن کے پاس جو 2300 communications آئی تھیں ان میں بھی اور جو 15 experts پیش ہوئے تھے وہ بھی، ان میں سے کوئی بھی ایک شخص یا expert یہ ثابت نہیں کر سکا کہ بہاولپور ماضی میں صوبہ رہ چکا ہے۔ چنانچہ کمیشن کے سامنے یہ سوال تھا کہ اب اگر اسے صوبہ بنانا ہے تو کیا بنا سکتے ہو۔ جناب چیئرمین! میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ یہ سوال تھا کہ اگر ایک state کو بحال کر کے صوبہ بنایا جائے گا تو پھر بات خیر پور کی ہو گی، سوات کی ہو گی، وغیرہ وغیرہ۔ میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا تھا۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ میرے انتہائی محترم اور قابل احترام دوست نے فرمایا کہ یہ resolutions pass ہوئے پورا سال گزر گیا اور حکومت خاموش تھی اور اب جبکہ الیکشن نزدیک آرہا ہے تو stunt کے طور پر اسے اٹھایا گیا۔ جناب چیئرمین! ایسا ہرگز نہیں ہے، ایک سال سے resolution pending نہیں تھا، قومی اسمبلی میں 3 مئی کو resolution pass ہوا تھا اور جو پنجاب اسمبلی نے دونوں resolutions ایک ہی دن pass کی تھیں وہ 9 مئی کو ہوئی تھیں۔ 9 مئی کے بعد جب صدر پاکستان نے سپیکر صاحبہ کو communication بھیجا اور جب کمیشن بنا تو اس میں ہمارے تین محترم PML(N) کے ساتھی بھی شامل تھے اور دو صوبائی اسمبلی پنجاب سے بھی تھے، گویا یہ پانچ کی تعداد ہوتی۔ وہ اگر کمیشن میں تشریف لاتے اور یہی باتیں کمیشن کے سامنے کرتے تو یقیناً یہ کمیشن کے ساتھ اتفاق کرتے۔ یہ کہنا کہ اسے stunt کے طور پر اٹھایا گیا، میں اس کی واضح طور پر تردید کرتا ہوں، اس کا الیکشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ جناب چیئرمین! اس سے تقریباً تین سال پہلے صوبائی اسمبلی پنجاب میں باقاعدہ قرارداد پیش ہوئی تھی جنوبی پنجاب کے حوالے سے۔ اس وقت ان کی حکومت تھی۔ اس قرارداد کو اسمبلی میں لانے نہیں دیا گیا for three continuous years اور ہر بار جو اس تحریک کے محرک تھے چوہدری ظہیر الدین صاحب اور میں سمجھتا ہوں کہ محسن لغاری صاحب یہاں تشریف فرما ہیں وہ بھی اس وقت صوبائی اسمبلی کے رکن تھے وہ بھی اس بات سے اتفاق کریں گے، وہ بار بار اس مسئلے کو اٹھاتے

رہے اور اگرچہ قواعد و ضوابط کی رو سے کسی resolution کو اتنے طویل عرصے تک معلق نہیں رکھا جاسکتا لیکن جنوبی پنجاب کا وہ resolution تین سال تک رہا اور اس کو نہیں لایا گیا۔ سیاست پاکستان پیپلز پارٹی نے ہر گز نہیں کی، سیاست کسی اور نے کی ہے۔ تب یہ قرارداد صوبائی اسمبلی میں نہیں لا رہے تھے اور اب کہہ رہے ہیں کہ صوبہ بہاولپور کی بحالی، جب کہ وہ پہلے صوبہ تھا ہی نہیں۔

جناب چیئرمین! یہ forum اس وقت صوبوں پر بحث کرنے کا نہیں ہے۔ میرے انتہائی محترم دوست نے فرمایا کہ آپ کے پاس دو تہائی اکثریت نہیں ہے، آپ نہیں کرسکتے۔ جناب چیئرمین! میں جانتا ہوں، میں مانتا ہوں، ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے پاس دو تہائی اکثریت نہیں ہے اور یہ پارلیمان بفرض محال اس کو pass نہیں کرسکتی اور اگر پارلیمان منظور بھی کرلے یہ سینیٹ بھی منظور کرلے، قومی اسمبلی بھی منظور کرلے تو پھر بھی صدر پاکستان اس پر دستخط نہیں کرسکتے جس طرح خود میرے محترم سینیٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ دوبارہ صوبائی اسمبلی میں جائے گا، اور Article 239(4) کے تحت یہ فیصلہ صوبائی اسمبلی ہی دو تہائی اکثریت سے کرے گی تو پھر صوبہ بن سکتا ہے۔ جب آپ سے request کی تو آپ نے bus miss کردی جب آپ کو کہا گیا کہ آپ اپنے members nominate کریں تو یہ Bill آپ کے پاس صوبائی اسمبلی میں پھر آئے گا، پھر وہاں آپ اس کی مخالفت کرسکتے ہیں، آپ اس میں ترمیم کرسکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! Bill لانے کا مقصد کبھی کوئی یہ assume نہیں کرتا کہ آپ ایک آئینی ترمیمی بل لائے یا آپ کوئی بھی legislative matter لائے تو وہ ضرور پاس ہوگا۔ جناب چیئرمین! وہ پاس ہو یا نہ ہو important بات یہ ہے کہ

that is an expression of political intent that what you want to do. What we want to do is to create a new province in South Punjab to address the innumerable grievances of the people of South Punjab. There may be disagreements on the name of the province. There may be disagreements on the areas included in the new province. There can be countless differences Mr. Chairman, I am aware of that even in the Commission the Honourable members has expressed diverse opinion, but Mr. Chairman,

جس چیز پر مکمل اتفاق ہے اور جس پر کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے وہ یہ ہے کہ جنوبی پنجاب کے عوام گزشتہ کئی دہائیوں سے محرومی اور استحصال کا شکار رہے ہیں، ان کی اس محرومی اور استحصال کا ازالہ کرنا لازمی ہے۔ یہ جو Bill آرہا ہے یہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کی محرومیوں کے ازالے کے لیے ہے باقی پھر ہمارے دوستوں کی مرضی ہے جو بھی وہ کرنا چاہیں کمیشن کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ جا کر لکیریں لگا کر صوبہ بنائے گا یہ واپس صوبائی اسمبلی میں جائے گا۔ جب جائے گا تو میرے فاضل دوست جو اس کے ساتھ کرنا چاہیں وہ کرسکتے ہیں۔ فیصلہ ان کا ہے

political intent; we have made a very clear expression of the political intent. The road may be long and tortuous but the bearings are correct and we know the destination, we know how to proceed towards it. Thank you very much.

جناب چیئرمین: جی سعید غنی صاحب! Jaffer Iqbal *Sahib*, please have your seat. دیکھیں جی! there is a symmetry over here دیکھیں آپ نے بات کی you mentioned Farhatullah Babar, I didn’t give floor to Farhatullah Babar. I gave floor to Raja Zafar–ul–Haq Sahib. So, we have to go by the rules آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی میں آپ کو ضرور موقع دوں گا۔آپ تشریف رکھیں۔

If you really intend to discuss this issue. There are other modes given in the rules. Point of Order is not a prerogative of a member. If it relates to the proceedings then it is a prerogative but otherwise Jaffar Iqbal *Sahib*, please. This is important that is why I am giving the floor. Please take your seat. I will give you the opportunity.

آپ تشریف رکھیں۔ جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس پر میں کافی تفصیل سے بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن چونکہ فرحت اللہ بابر صاحب نے کافی باتیں کردی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک دو چیزیں میری knowledge میں ہیں۔ پنجاب اسمبلی کی دو قراردادوں کا تذکرہ کیا گیا وہ تقریباً similar ہیں اور

ہوسکتا ہے کوئی مجھے correct کردے۔ جہاں ایک قرارداد میں لکھا ہے کہ صوبہ بہاولپور کو بحال کیا جائے وہاں دوسری قرارداد میں لکھا ہے کہ جنوبی پنجاب کے صوبے کو بحال کیا جائے اور exactly ساری wording اس کی ایک ہیں صرف بہاولپور کی جگہ جنوبی پنجاب لگا دیا گیاہے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جعفر اقبال صاحب نے آئین کی دفعہ (4)239 کا حوالہ دیا اس میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ کوئی کمیشن بنے گا اور وہ ان چیزوں کو دیکھے گا۔ کمیشن کا مطالبہ بھی PML(N) کی ہی طرف سے آیا کہ ایک کمیشن بنایا جائے تا کہ وہ صوبوں کے معاملات کو دیکھے اور اس کے بعد اس کی جو recommendations ہوں گی ان کی روشنی میں آگے بڑھا جائے۔ کمیشن انہوں نے بنایا اور پھر اس کے اندر یہ شامل نہیں ہوئے۔ اب جو مطالبہ یہ کر رہے ہیں اور میرے ساتھ کئی دوست ٹی وی پروگراموں میں آتے ہیں جو کہتے ہیں کہ جناب! ایسا کمیشن بنائیں جو پورے ملک میں نئے صوبوں کی جہاں جہاں ضرورت ہے اس پر بات کرے۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ جنوبی پنجاب کا صوبہ بننا چاہیے اور کھل کر ایک بات کردی کہ بنانا چاہیے۔ اب اس پر اگر، مگر ہماری کسی چیز میں نہیں ہے۔ اگر PML(N) یہ چاہتی ہے کہ پنجاب کے علاوہ کسی اور صوبے کو بھی تقسیم ہونا چاہیے، کوئی نئے صوبے بننے چاہییں تو ان کو یہ بتانا چاہیے کہ جناب ہم چاہتے ہیں کہ سندھ کے اندر تین صوبے بنیں، بلوچستان کے اندر چار صوبے بنیں، خیبر پختونخوا کے اندر پانچ صوبے بنیں، کوئی بات تو کریں، کوئی idea flout تو کریں، یہ نہیں کرتے ہیں۔ ہزارہ صوبے کی بات کرتے ہیں تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ہزارہ صوبہ بننا چاہیے کیونکہ وہاں کے لوگوں کی demand ہے۔ کیا آپ لوگوں نے خیبر پختونخوا کی صوبائی اسمبلی میں یا قومی اسمبلی میں یا سینیٹ میں کوئی ایسا resolution کوئی ایسا paper کوئی ایسا idea flout کیا ہے کہ ہم ہزارہ صوبے کی بات کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ تمام کی تمام چیزیں صرف اور صرف جنوبی پنجاب کے صوبے کے مسئلے کو خراب کرنے کے لیے کی جا رہی ہیں، confusion پیدا کی جا رہی ہے۔ ایک طرف یہ کہا جا تا ہے کہ ہم بنانے کے حق میں ہیں اور دوسری طرف کمیشن میں آتے نہیں ہیں، اپنے ideas share کرتے نہیں ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ صوبہ بننا چاہیے تو اسے کہنا چاہیے کہ بننا چاہیے، اگر کوئی کہتا ہے کہ نہیں بننا چاہیے تو اس کو واضح موقف اختیار کرنا چاہیے کہ صوبہ نہیں بننا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محسن لغاری صاحب۔

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: Thank you very much Mr. Chairman.

ایک تو میں بابر صاحب کا تھوڑا سا ریکارڈ درست کردوں کہ چوہدری ظہیر کبھی بھی اس کے mover نہیں تھے۔ کیونکہ آپ کو شاید یہی بتایا گیا ہے، آپ کے ساتھ جو صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے یہی بتایا ہے۔ چوہدری ظہیر صاحب اور میرے جو باقی دوست پاکستان مسلم لیگ (ق) میں ہیں ان کو اس پر issue ہوا کرتا تھا اور مجھ سے ہمیشہ یہ بات بھی کی جاتی تھی کہ تم اس چیز کو اکیلے کیوں move کرتے ہو۔ جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے جو پنجاب اسمبلی میں، میں ہمیشہ move کیا کرتا تھا وہ یہ move کیا کرتا تھا کہ نیا صوبہ بنانے کے عمل کو شروع کیا جائے۔ یہ executive order کے تحت ہونے والی چیزیں نہیں ہیں اور یہ ایک بہت ہی پیچیدہ عمل ہے جس کے اندر بہت ساری چیزوں کو دیکھنا پڑے گا۔ اس میں ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ NFC award میں سے اس نئے صوبے کو کیا حصہ دیا جائے گا۔ کیا اس کو پنجاب والے حصے میں سے حصہ دیا جائے گا یا جو وفاق کا پورا pool ہے اس میں سے حصہ دیا جائے گا۔ کیونکہ NFC کا جو criterion ہے اس میں آبادی کے ساتھ backwardness بھی ہے جس کی وجہ سے بلوچستان کو ہم سب نے اپنا حصہ چھوڑ کر زیادہ دیا۔ اسی طرح جنوبی پنجاب کا یہ جو نیا صوبہ بنے گا اس کے اندر بھی backwardness کا ایک issue ہوگا لیکن پھر NFC Award کے اندر ہم نے یہ بھی لکھ دیا کہ کسی ایک صوبے کا حصہ کم نہیں کیا جائے گا۔ اگر کم نہیں کیا جائے گا تو کیا وفاق اس نئے صوبے کے لیے اپنے حصے میں سے compensate کرکے دے گا۔ کیا پانی کی جو تقسیم ہوگی اس کے لیے ایک نیا water appropriation accord بنانا پڑے گا؟ یا ابھی جو پنجاب کا حصہ ہے اس میں سے دینا پڑے گا؟ کیونکہ جنوبی پنجاب دریائے سندھ، تربیلہ والی برانچ میں سے پانی پیتا ہے۔ ہم لوگوں کا پانی وہاں سے آتا ہے۔ جب ہمیں وہاں سے پانی ملے گا تو ہمارے جو سندھ والے بھائی ہیں ان کو اس سے مسئلہ ہوگا۔ اس کے بعد مرحلہ آئے گا کہ پنجاب کے جو موجودہ assets and liabilities ہیں ان کی تقسیم کس طرح ہوگی۔ کیا پنجاب نے جو قرضے لیے ہوئے ہیں اور جنوبی پنجاب کا جو صوبہ بنے گا اس کے حصے میں بھی آئیں گے یعنی 40% بھی اگر آپ بنا رہے ہیں تو کیا 40% قرضے ادھر دے دیے جائیں گے؟ کیا رحیم یار خان یا ڈیرہ غازی خان، بھکر تو ابھی نہیں کہتے کیونکہ وہ تھوڑا سا controversial ہے یا راجن پور کے جو لوگ ہیں ان loans کا حصہ کیا ان کے ذمہ بھی آئے گا؟ جن سے اس وقت فیصل آباد اور لاہور کے projects پر کام ہو رہا ہے۔ ہماری jobs کی جو deficiencies ہیں ان کو آپ کس طرح پورا

کریں گے؟ اس معزز ایوان سینیٹ میں کیا سیٹوں کی تعداد تئیس سے مزید بڑھا دی جائے گی یا ان ہی سیٹوں کو دوبارہ re-allocate کیا جائے گا اس نئے صوبے کے لیے۔ یہ سارے وہ issues ہیں جن پر بیٹھ کر بات کرنی ہے اور ان کا ایک حل نکالنا ہے۔ ہندوستان میں ان کا ایک permanent commission ہے جو یہ چیزیں دیکھتا رہتا ہے۔ اگر میری information مجھے صحیح serve کررہی ہے تو وہاں صوبوں سے متعلق تقریباً 14 یا 15 مختلف reports آئی ہیں جن میں صوبوں کی boundaries تبدیل ہوئی ہیں اور نئے صوبے بنے ہیں۔ صوبہ Eastern Punjab جو کہ partition کے وقت East Punjab تھا، اس کے اب تین صوبے بن گئے ہیں۔ وہ تو چندی گڑھ کو federal territory declare کرکے اپنا capital بھی share کررہے ہیں۔ لہٰذا، ہمیں ان سارے پیچیدہ مسائل کو بیٹھ کر discuss کرنا ہے۔ ان چیزوں کو discuss ہونے کے لیے time چاہیے۔ اس معاملے کی timing, right before the election شکوک پیدا کرتی ہے اور shadow of doubt ڈالتی ہے۔ اس ضرورت پر تو کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ اس کو بیٹھ کر sort out کیا جائے اور experts یہی باتیں بیٹھ کر کریں۔

میں نے اس دن بھی آپ سے گزارش کی تھی جب یہ معاملہ صدر مملکت کی طرف سے آیا تھا کہ مہربانی کرکے مجھے بھی اس کا ممبر بنادیا جائے لیکن اس میں شاید parties کی representation رکھی گئی کہ ہر party سے لوگ آئیں۔ پھر میں دیکھ رہا تھا کہ اس میں تو ساری parties بھی نہیں ہیں۔ بزنجو صاحب کی جماعت کی نمائندگی وہاں نہیں ہے۔ ہمارے بی این پی کے بھائیوں کی نمائندگی وہاں نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کمیشن میں parliamentarians شامل ہوں اور ساتھ ہی constitutional اور economic experts بلائے جائیں جو resource allocation کی بات کریں اور liabilities کی بات کریں۔ وہ یہ سوچیں کہ pension کا head کون لے گا۔ 18ویں ترمیم کے تحت صوبوں کو جو محکمے اور departments دینے تھے، ابھی تک ہم ان کو تو sort out نہیں کرسکے حالانکہ کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ لہٰذا، یہ چیز صرف اعلان سے بڑھ کر ہے۔ خدارا! اس serious issue کو seriously لیں۔ اس معاملے کو بیٹھ کر سنجیدگی سے سوچیں نا کہ ہم جلسوں میں اس کے اعلانات کریں یا پھر ٹی وی ٹاک شوز میں اس پر بحث کریں۔ جناب! یہ میری گزارش تھی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: حسیب خان صاحب! آپ province کے issue پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر عبدالحسیب خان: نہیں جناب! میں ایک point of order پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: اس کو پہلے conclude ہونے دیں پھر آپ کو time دیتے ہیں۔ جی جعفر اقبال صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: جناب چیئرمین! مجھے بڑا افسوس ہوا کہ میرے ایک colleague نے پھر ایک ایسی بات کی اور اپنی حکومت کا point of view دیا جو اس وقت بہاولپور صوبے کے عوام کی امنگوں کے برعکس ہے۔ انہوں نے ثابت کر دیا ہے، جو کچھ قائدِ ایوان ابھی کہہ رہے ہیں اور میں جو اس سے پہلے کہہ رہا تھا کہ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ ایک صوبے کو کہنا کہ وہ صوبہ نہیں تھا، نمبر ایک۔ نمبر دو، انہوں نے دو قراردادوں میں سے ایک کا ذکر کیا جبکہ دوسری کا ذکر گول کر گئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کا وہی دور دہرایا ہے جس میں انہوں نے بہاولپور صوبے کو status نہیں دیا اور آج بھی میرے honourable colleague فرحت اللہ بابر نے پیپلز پارٹی کا موقف دہرا دیا کہ انہوں نے کبھی بھی بہاولپور صوبہ بحال نہیں کرنا۔ میں اپنے بھائی سے سوال کرتا ہوں کہ اگر آپ نے صوبہ بہاولپور کو بحال نہیں کرنا تھا تو پھر وہ قرارداد جو پچھلے سال 3 یا 9 مئی کو pass ہوئی تھی، آپ نے اس کو کیوں unanimously support کیا۔ صوبائی اسمبلی میں آپ کے 100 سے زیادہ ارکان ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ آپ کا دوغلا پن ہے۔ آپ پنجاب اسمبلی میں ایک بات کرتے ہیں جبکہ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں دوسری بات کرتے ہیں۔ آج آپ نے اپنے ہی موقف کی سراسر نفی کی ہے۔ آپ بہاولپور صوبے کو ignore کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ کی حکومت جس طرح بہاولپور صوبے کے لیے یا بہاولپور کے عوام کے ساتھ کھڑی ہوئی، آپ نے آج اس کی نفی کر دی ہے۔

جناب عالی! اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے محترم بھائی نے یہ کہا کہ ہم نے اس معاملے پر یہاں ایک کمیشن بنایا۔ میرا ان سے اور ان کی حکومت سے on the floor of the House یہ سوال ہے کہ کیا آپ نے سینیٹ میں ہمارے قائدِ حزبِ اختلاف، جناب اسحاق ڈار

صاحب کو مشاورت میں شامل کیا؟ کیا آپ نے ہمارے قائدِ حزبِ اختلاف قومی اسمبلی، چوہدری نثار علی صاحب کو شامل کیا؟ بات یہ ہے کہ ہم اس cause میں unanimous جانا چاہتے ہیں۔ آپ صوبہ ہزارہ کی بات کرتے ہیں، یقیناً ہم ہزارہ کے لوگوں کے حمایتی ہیں لیکن ہم یہ چاہیں گے کہ ہزارہ یا KPK میں موجود تمام political forces کو ساتھ لے کر چلا جائے تاکہ عوام کی بہتری کے لیے کام ہو بجائے اس کے کہ مخالفت برائے مخالفت ہو۔ لہٰذا، جناب چیئرمین! ان کو اپنا ریکارڈ درست کرنا چاہیے۔ نہ اس کمیشن کی composition کے وقت ہمیں اعتماد میں لیا گیا اور نہ اب لیا جارہا ہے۔ میں یہاں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ عوام ان کے دوغلے پن سے بے زار ہو چکے ہیں۔ ان کی آج کی statement کے بعد جو کچھ کل اخبارات میں چھپے گا یا الیکٹرانک میڈیا میں جائے گا، اس سے ان کی position صاف ظاہر ہوجائے گی کہ یہ بہاولپور صوبے کے حمایتی نہیں بلکہ مخالف ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی پرویز رشید صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: شکریہ چیئرمین صاحب۔ میں کسی بات کو دہرانا نہیں چاہتا۔ آپ کی وساطت سے دو تین نئی باتیں ایوان میں پیش کرنا چاہوں گا۔ جناب سینیٹر فرحت اللہ بابر صاحب کے لیے میرے دل میں انتہائی احترام اور محبت کا رشتہ قائم ہے۔ میرا ان کے ساتھ تعارف اس وقت ہوا تھا جب یہ صوبۂ سرحد میں سیکرٹری اطلاعات کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ اس وقت سے آج تک ایک انتہائی احترام کا رشتہ ان کے ساتھ قائم ہے اور انشاءاللہ، آئندہ بھی وہ رشتہ قائم رہے گا۔

جناب فرحت اللہ بابر صاحب کی قیادت میں جو کمیشن بننا تھا، اس کو ایک مہینے میں اپنی رپورٹ پیش کرنی تھی۔ کچھ تاخیر ہوئی اور کچھ وجہ تاخیر بھی ہوگی۔ کمیشن کی رپورٹ چھ مہینے گزر جانے کے بعد ابھی بھی پیش نہیں کی گئی۔ مجھ سے کچھ لوگوں نے کہا کہ کمیشن لینی ہو تو مہینے سے بھی پہلے لے لی جاتی ہے اور اگر رپورٹ پیش کرنی ہو تو دیر لگ جاتی ہے۔ کمیشن کے چیئرمین صاحب فرماتے ہیں کہ صوبہ بنانے کی وجہ احساسِ محرومی اور پسماندگی ہے۔ جنابِ عالی! پاکستان میں کہاں، کس شہر اور کس حصے میں احساسِ محرومی نہیں ہے اور کہاں پسماندگی نہیں ہے۔ یہ تو ہم سب بہت بہتر جانتے ہیں لیکن جناب! کمیشن کے چیئرمین صاحب کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ آج بھی صوبہ سندھ کے ملحقہ علاقوں کے لوگ جو بہاولپور اور پنجاب کی سرحد پر بستے ہیں، تعلیم حاصل کرنے کے لیے رحیم یار خان کے سکولوں میں آتے ہیں۔ آج بھی صوبۂ سندھ کے لوگ جب گردے کی بیماری کا شکار ہوتے ہیں تو

dialysis کے لیے رحیم یار خان کے dialysis centre میں آتے ہیں اور مفت dialysis کرواتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پسماندگی کہاں پر ہے؟ جہاں طالب علم تعلیم کے حصول کے لیے آتے ہیں، وہاں پسماندگی ہے یا ان علاقوں میں ہے جہاں سے وہ آتے ہیں۔ احساسِ محرومی کہاں ہے؟ جہاں گردے کے مریضوں کو dialysis کی سہولت مہیا نہیں وہاں احساسِ محرومی ہے یا پھر اس جگہ ہے جہاں سے وہ مفت علاج کرواتے ہیں؟

جناب عالی! حتیٰ کہ بلوچستان کے لوگ بھی مظفر گڑھ کے سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں۔ بلوچستان سے بھی روزگار کے لیے لوگ مظفر گڑھ آتے ہیں۔ لہٰذا، یہ کہنا کہ احساسِ محرومی صرف جنوبی پنجاب میں ہے، گھوٹکی میں نہیں ہے تو یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ احساسِ محرومی اور پسماندگی پنجاب کے کسی حصے میں ہے، لہٰذا پنجاب کو تقسیم کردو اور سندھ کے کسی حصے میں نہیں ہے، ٹھیک بات نہیں ہے۔ جناب عالی! کراچی میں جو عالیشان سڑکیں ہیں، کراچی میں جو عالیشان عمارتیں ہیں، کراچی میں جو دولت کی ریل پیل ہے، کیا وہ لاڑکانہ میں ہے؟ ہمیں تو وہ لاڑکانہ میں نظر نہیں آتی۔ کیا سرمایے، عالیشان چیزوں اور کاروں کی بہتات جو کراچی میں ہے، کیا وہ سندھ کے دوسرے علاقوں میں ہے؟ ہمیں تو نظر نہیں آتی۔ کیا صرف اس بنیاد پر سندھ کو تقسیم کردیا جائے گا۔ اگر پسماندگی کی بنیاد پر ہی آپ نے پاکستان میں نئے صوبے بنانے ہیں تو پھر جہاں جہاں پسماندگی موجود ہو، وہاں نئے صوبے بننے چاہییں۔ اگر صرف احساسِ محرومی کی بنیاد پر نئے صوبے بنانے ہیں تو پھر پاکستان میں جہاں جہاں احساسِ محرومی ہے، وہاں نئے صوبے بننے چاہییں لیکن اگر پسماندگی اور احساسِ محرومی کی آڑ میں کوئی اپنی انتخابی مہم چلانا چاہتا ہے، کوئی پاکستان کے اس علاقے میں جہاں امن ہے، جہاں قتل و غارتگری کا بازار اس طرح گرم نہیں ہوا جس طرح دوسری جگہوں پر ہے، ویسی ہی قتل و غارتگری آپ ایک پرامن جگہ لانا چاہتے ہیں تو پھر اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

میں یہ درخواست کروں گا کہ کمیشن کے چیئرمین اپنے کیے ہوئے فیصلوں پر نظرِ ثانی فرمائیں اور پاکستان کو کسی نئے انتشار کی نذر نہ ہونے دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ، جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ نئے صوبے بنانے کے موضوع پر اس وقت یہ forum نہیں تھا کہ اس پر تفصیلی گفتگو ہو، وہ forum ابھی

آئیں گے، اس میں قومی اسمبلی بھی ہو گی، سینیٹ بھی ہو گا، صوبائی اسمبلی بھی ہو گی لیکن چونکہ میرے محترم فاضل سینیٹر جعفر اقبال صاحب نے کہا کہ اس کمیشن کے چیئرمین اپنا record درست کرلیں۔
جناب والا! record کی درستگی کے لیے عرض ہے کہ یہاں کہا گیا کہ اس کمیشن کو ایک مہینے کا وقت دیا گیا تھا لیکن چھ مہینے گزر گئے اور کمیشن نے شاید ابھی تک اپنی report بھی نہیں دی۔ یہ درست ہے کہ اس کمیشن کو ایک مہینے کا وقت دیا گیا تھا۔ جب کمیشن کے سامنے یہ مسئلہ آیا اور ایک مہینے کی بات ہوئی تو مجھے چیئرمین منتخب کرنے کے بعد کمیشن کے ممبران نے اپنے آپ سے اور کمیشن سے یہ سوال کیا کہ جناب چیئرمین! ہمارے چند اعتراضات اور سوالات ہیں۔ کیا محترمہ سپیکر صاحبہ کمیشن کا تقرر کر سکتی ہیں، کل کو یہ پتا چلے کہ سپیکر صاحبہ تو کمیشن بنا ہی نہیں سکتیں۔ ہمیں اس سوال کا جواب چاہیے۔ یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ کیا (iv) 239 Article کے تحت صوبوں میں تبدیلی ہو بھی سکتی ہے یا نہیں ہوسکتی، ہوسکتا ہے کہ under Article 239 (iv) you may not be able to make out a province at all. یہ سوال بھی ہمارے فاضل ممبران نے اٹھایا اور یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ اگر یہ کمیشن کسی کو بلاتا ہے تو ہمارے پاس کیا اختیار ہے، ہم کیسے کسی کو بلاسکتے ہیں؟

جناب چیئرمین! جب یہ سوالات اٹھائے گئے تو باقاعدہ قانونی مشیروں سے، وزارت قانون سے مشورہ کیا گیا، میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ ہمیں یہ مشورہ دیا گیا کہ آپ کو سپیکر صاحبہ اس بارے میں ایک order کریں گی جو ان کے اختیار میں ہے کہ یہ کمیشن rules مرتب کرے گا۔ سپیکر صاحبہ نے order کیا کہ یہ کمیشن اپنے rules مرتب کرے گا۔ Rules مشاورت سے مرتب ہوتے ہیں اور جب rules مرتب ہوئے تو کمیشن کا باقاعدہ کام اُس تاریخ سے شروع ہوا جس تاریخ کو اس کمیشن نے rules بنائے اور یہ اپنا کام کرنے کا مجاز بن گیا۔ اگرچہ کمیشن August 2012 میں بنا لیکن جب تک rules نہیں بنے، جب تک تمام فاضل ممبران کے چبھتے ہوئے سوالات کے جوابات نہیں دیے گیے، کمیشن مجاز ہی نہیں تھا۔ اس لیے ایک مہینے کا وقت اس تاریخ سے شروع ہوا جس تاریخ سے یہ کمیشن ایک مجاز کمیشن بنا۔ جناب والا! اس کے بعد کمیشن نے خود اپنے اوپر یہ پابندی عائد کی کہ ہم روزانہ کی بنیاد پر meetings کریں گے، وقت کم ہے۔ اگرچہ ہم روزانہ meetings نہیں کر سکے، ہم نے alternate days پر meetings کیں، ہفتے میں دو تین meetings کیں اور جب دیکھا کہ ایک مہینے سے چند روز زیادہ ہو رہے ہیں تو پھر قواعد وضوابط کی رُو سے سپیکر صاحبہ سے گزارش کی گئی کہ آپ نے

ایک مہینے کا وقت دیا تھا، اب ہمیں مزید چند دن درکار ہیں۔ سپیکر صاحبہ نے اس کی باضابطہ اجازت دے دی۔

جناب چیئرمین! جہاں تک report کا تعلق ہے اور جس طرح فاضل سینیٹر محسن لغاری صاحب نے کہا کہ بڑے issues ہیں، سینیٹ کی seats ہیں، قومی اسمبلی کی seats ہیں، میں ابھی مجاز نہیں ہوں کہ ان تفصیلات میں جاؤں۔ میں اس بات کا مجاز تھا کہ کمیشن رپورٹ بنائے، وہ رپورٹ جا چکی ہے۔ جناب والا! اب وہ رپورٹ public کر دیں گے لیکن میں صرف ایک general statement دینا چاہتا ہوں کہ جو issues محترم محسن لغاری صاحب نے اٹھائے کہ اس میں سینیٹ کی seats کا کیا بنے گا؟ قومی اسمبلی کی seats کا کیا بنے گا؟ صوبائی اسمبلی کا کیا ہو گا؟ NFC کا کیا ہو گا؟

Mr. Chairman, I only want to say that all the honourable members of the Commission were cognizant of this and they have addressed these issues in the report and whenever the report is made public, they will come to know.

جناب چیئرمین! میرے انتہائی قابل احترام پرویز رشید صاحب نے فرمایا، ان کے ساتھ میرا ایک دیرینہ تعلق ہے، انہوں نے یہاں ایک بہت اہم بات بھی کی کہ اگر صوبے صرف پسماندگی کی بنیاد پر بنتے ہیں تو ہر صوبے میں پسماندہ regions ہیں۔ مجھے اس سے بالکل اختلاف نہیں ہے، انہوں نے بالکل درست فرمایا اور ہر پسماندہ علاقے کی پسماندگی کو address کرنا چاہیے لیکن اگر اس کمیشن نے جنوبی پنجاب کی محرومی کا ذکر کیا تو اس کی بنیاد کیا چیز تھی؟ اس کی بنیاد خود پنجاب اسمبلی کی قراردادیں تھیں، قومی اسمبلی کی قرارداد تھی، صدرِ پاکستان کا message to the Speaker تھا اور سپیکر صاحبہ کا order تھا۔ ہم in vacuum نہیں گئے۔ گھوٹکی کا علاقہ بھی ہے، جس طرح انہوں نے فرمایا لیکن ہمارے پاس صوبہ سندھ سے کوئی ایسی قرارداد نہیں آئی، صوبہ بلوچستان سے ایسی قرارداد نہیں آئی۔

The rationale for proposing and making recommendations for the new province in Punjab arose out of the resolution passed by the Punjab Assembly itself and given practical step, shape by the honourable Speaker, by the honourable President and also by the resolution of the National Assembly.

میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ یہ کام کمیشن ایک مہینے سے پہلے بھی کر سکتا ہے تو ہمیں یہ issue trivialize نہیں کرنا چاہیے۔

This Commission on the formation of province is a very serious business, let us not trivialize it, it is not in the interest of this Parliament, not in the interest of the people to trivialize this.

Mr. Chairman: Babar Sahib, you have rightly said when this Bill would be introduced in the Parliament then the honourable members will have the ample opportunity to discuss all these issues. What I feel that this would be a premature thing. When a Bill would be introduced in the National Assembly or in the Senate, all these issues will be discussed.

آپ ایک منٹ میں بات کرلیں۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! سینیٹر جعفر اقبال صاحب نے فرمایا کہ ہم بہاولپور صوبے کے مخالف ہیں۔ جناب والا! کیا بہتر ہوتا کہ کمیشن کے سامنے وہ بھی پیش ہوتے اور کم از کم اس notification کی کاپی ہی لاتے جس کو تلاش کرنے کے لیے ہم نے بڑی تگ ودو کی کہ کیا وہ کبھی صوبہ تھا یا نہیں لیکن اس کے باوجود اگرچہ وہ صوبہ نہیں تھا، ہمارے سامنے کوئی record نہیں آیا، پھر بھی ہم نے بہاولپور کے grievances کو اپنے طریقے سے address کرنے کی کوشش کی ہے، میں تفصیلات میں نہیں جا رہا۔ جب رپورٹ منظرِ عام پر آئے گی تو معلوم ہو جائے گا کہ in the new province of Punjab بہاولپور کو کیسے accommodate کیا گیا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ، جناب چیئرمین! آج کل جو debate چل رہی ہے، یہ unrealistic debate in the sense ہے کہ ابھی تک report public نہیں کی گئی۔ Mr. Chairman, there are serious issues, 2009−10 میں آپ نے devolution کی، اس ملک میں concurrent list کو ختم کیا گیا۔ فرحت اللہ بابر صاحب اور ان کی پارٹی اس میں مکمل طور پر involved تھی۔ آج بھی federating units کو درجنوں serious problems ہیں جو کہ

کرنے کی کوشش کی جارہی roll back 18th Amendment کو آج بھی resolve نہیں ہوئے۔

ہے۔That issue was between federation and the federating units اور اس

میں جہاں بھی ممکن ہوا Federal Government نے usurp کرنے کی کوشش کی۔ آج بھی

EOBI ادھر ہی ہے، آج بھی Workers Welfare Fund ادھر ہی ہے، آج بھی Evacuee Trust

Property ادھر ہی ہے، آج بھی کئی دوسرے ادارے ادھر ہی ہیں، آج بھی education, health

and other programmes میں interventions ہو رہی ہیں۔ ہم کس type کے لوگ ہیں کہ ابھی

ہم نے اس ایک major exercise کو wrap up نہیں کیا اور ہم ملک کو ایک دوسرے

challenge کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ میں بہت احترام کے ساتھ acknowledge کرتا ہوں کہ

میرے دوست فرحت اللہ بابر صاحب نے حقیقت بیان کی کہ شاید اس وقت یہ doable نہیں ہے،

they don't have the majority, they will not be able to get it done, then why confuse the general public? Why make it a political stunt at this stage?.

کیا انہوں نے administrative issues کو حل کر لیا ہے، کیا انہوں نے این ایف سی کو حل کر لیا ہے کہ این ایف سی کدھر جائے گا؟ آپ کے آئین میں لکھا ہے کہ این ایف سی کی duration کیا ہے۔ آپ اس کو کیسے redistribute کریں گے؟ آئین میں لکھا ہے کہ اس ہاؤس کی کتنی نشستیں ہوں گی، چھوٹا صوبہ یا بڑا صوبہ ہو ایک جیسی نشستیں ہوں گی۔ اس کو آپ کیسے حل کریں گے؟ شاید انہوں نے سارا کام کیا ہو پر لائیں اور دکھائیں اور وہ رپورٹ پبلک کریں۔ Why keep the entire nation and 18 crore people into suspense. یا آپ اس کی بات ہی نہ کرتے۔ آپ جلسوں میں جا کر صوبوں کی announcement کر رہے ہیں۔ آپ جلسوں میں جا کر تقاریر کر رہے ہیں۔ Former Prime Minister اور دوسرے لوگ جلسوں میں جا کر announcements کر رہے ہیں۔ عوام کو ہم بے وقوف بنانا بند کریں۔ یہ ملک ان چیزوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ہم نئے سے نئے challenges اپنے لیے create کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جیسے میرے فاضل دوستوں نے کہا کہ آپ فیصلہ کریں کہ کن basis پر آپ نے اس ملک کے صوبوں کو تقسیم کرنا ہے، لسانی بنیادوں پر کرنا ہے، sectarian basis پر کرنا ہے، backwardness bases پر کرنا ہے، diverse population bases پر کرنا ہے۔ آپ کن bases پر صوبوں کو divide کرنا چاہ رہے ہیں؟ این ایف سی ایوارڈ میں ان

چیزوں کو address کیا گیا ہے۔ I was involved in the last NFC award on behalf of province and then on behalf of the federation also in the final negotiations. حاجی عدیل صاحب ادھر بیٹھے ہیں۔ اس میں پہلی دفعہ population سے ہٹ کر چار مختلف weighted averages کو ڈالا گیا ہے۔ ابھی ہم نے اس کو ادھر adjust نہیں کیا، اس کو ہم نے pass on نہیں کیا، اس کو ہم نے consolidate نہیں کیا مگر سیاست کی خاطر ہم نے اس ملک میں ایک نیا ڈرامہ شروع کردیا ہے۔ میں آپ کو گارنٹی سے کہتا ہوں and I again appreciate Farhatullah Babar Sahib, he says کہ یہ نہیں ہو سکے گا۔ They will not be able to do it. A lot of constitutional amendments to do. Let us say that hypothetically آپ overnight بیٹھ کر constitutional amendments بھی کرلیں جو یہاں سے بھی پاس ہوجائیں، قومی اسمبلی سے بھی پاس ہوجائیں، اس کے بعد صوبوں سے بھی پاس ہوجائیں۔ Who will allocate the resources. The resources will be allocated from? کیا Federal Government نے کوئی resources allocation رکھی ہے؟ I mean آپ ملک کو تقسیم کرنے جارہے ہیں۔ یہاں انڈیا کی مثال دی جاتی ہے۔ بھئی انڈیا میں انہوں نے کوئی action لینا ہوتا ہے تو وہ اس پر سالہا سال کام کرتے ہیں۔ اس کی background ہے and they prepare themselves for every point of view. We are just playing politics with this issue throughout the country. اب یہ آپ admit کر رہے ہیں، پھر یہ کوئی judicial commission نہیں ہے it is a parliamentary commission, it could have been a parliamentary committee. Many people are misnomer کہ پتا نہیں یہ کیا کمیشن ہے۔ اگر پارلیمانی کمیٹی ہے، اس میں سپیکر اور آپ کا رول کلیدی ہے۔

مجھ سے تو کسی نے مشورہ نہیں کیا، چوہدری نثار علی خان سے کسی نے مشورہ نہیں کیا۔ یہ کس طرح کا پارلیمانی کمیشن یا کمیٹی ہے کہ جس میں opposition کو totally ignore کیا جائے اور اپنی مرضی سے اپنے لوگوں کو وہاں آپ nominate کردیں۔ We reject this commission at all. With all due respect آپ رپورٹ لائیں اگر کچھ کام کیا ہے۔ مجھے ان کا بڑا احترام ہے۔ ہم نے یہاں مشرف دور میں اکٹھے ڈیسک بجائے ہیں۔ اس ملک میں جمہوریت کو واپس لانے کے لیے ہم

نے ایک لمبی struggle کی ہے۔ ہم نے Charter of democracy لکھنے میں اکٹھا کام کیا ہے۔ I
am one of the four members جس نے کام کیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں یہ issue نہ ملک
کے لیے بہتر ہے، نہ عوام کے لیے بہتر ہے اور نہ ان حالات میں پاکستان کے لیے بہتر ہے۔ آپ اپنا
کام کریں۔ ہاں آپ bases طے کریں۔ یہی پارلیمانی کمیشن ٹھیک ہے لیکن the mandate
should have been much broader. Forget about parallel. یہ بار بار quote
کرتے ہیں کہ اسمبلی کی قرارداد نہیں ہے۔ Federal government کو کمیشن بنانے سے کون سی
چیز روکتی ہے یا اسی parliamentary commission کا scope of work expand کرنے
میں کیا رکاوٹ ہے کہ آپ پورے ملک کو study کر کے ہمارے پاس ایک رپورٹ لائیں۔ کیا
terrorism پر پورے ملک کی رپورٹ نہیں تھی؟ کیا وہ صرف KPK کے متعلق رپورٹ تھی؟ کیا
national security issues پر ایک حصے کی رپورٹ ہوتی ہے۔ آپ اس کا scope broad
کریں۔ آپ پورے ملک کو study کریں like India has a perpetual arrangement.
آپ suggest کریں کہ administrative طور پر یہ کام ہونے چاہییں لیکن this issue has
been debated for the last few months just for the sake of politics. I
am sorry, this is not my temperament to talk like this but I honestly
believe as a Pakistani that we are grossly unfair to our country. ہم
نے کوئی کام نہیں کیا اور فرحت اللہ بابر صاحب اس کو admit کر چکے ہیں کہ یہ سارا process flop
ہو گا لیکن at this time to give messages, میں بتاتا ہوں، یہ کہتے ہیں کہ محرومیاں ہیں۔ آئیں
میرے ساتھ بیٹھیں۔ let us have last four and a half years, Let us have
last all governments' allocations for south Punjab. You will find that
more than the population share in this four and a half years Punjab
has allocated more resources. جائیں آپ چار سال پہلے کے بہاولپور کے راج کی فوٹوز لیں،
بہاول نگر کی، لیہ کی you bring any district which you want to include in the
southern proposed province. Sir, یہ طریقہ نہیں ہے۔ خدا کے لیے سیاست سے باہر
نکلیں، پاکستان کو بچائیں۔ Pakistan is facing serious crisis at the moment.
پاکستان کا finance کا مسئلہ ہے، پاکستان کا security کا مسئلہ ہے، پاکستان کا law and order کا

مسئلہ ہے، پاکستان کا economy کا مسئلہ ہے لیکن ہم petty سیاست میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم صوبوں کی سیاست کر کے اگلا الیکشن لڑنا چاہتے ہیں۔ خدا کے لیے ایسا نہ کریں۔ Please have a sense, let us be honest, let us be loyal to the country, let us be united. Let us take this country forward out of the deep mess we are in. اگر ہم نے یہ نہ کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے آنے والی generations کے لیے کوئی اچھا کام نہیں کر رہے۔ بہت شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب حسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: بہت بہت شکریہ، اسحاق ڈار صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے ابھی کہ پاکستان کو بچائیں سیاست کو نہ بچائیں۔ جناب چیئرمین، میں بڑے دکھ کے ساتھ ایک national issue پر بات کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ میرے honourable members جو یہاں سینیٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور میرے پریس کے بھائی جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی اس بات کو جتنا زیادہ highlight کریں گے، جتنی اس پر سوچ بچار کریں گے اتنا ہی اس ملک کے لیے بہتر ہوگا۔

جناب چیئرمین! اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا ہم پاکستان کو مزید جہالت میں دھکیلنا چاہتے ہیں؟ کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کو گلوبل ویلج سے نکال کر باہر رکھ دیا جائے۔ گلوبل ویلج کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم سب سمٹ کر ایک خاص، چھوٹے سے area میں آگئے ہیں۔ ہم نے تعلیم کے ساتھ بھی وہی کھلواڑ شروع کر دیا جو ہم سیاست کے ساتھ کرتے ہیں، جو ہم voters کے ساتھ کرتے ہیں، جو ہم صوبوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

چیئرمین صاحب! بہت برا حشر authorities کا پاکستان کی حکومت میں کیا جا رہا ہے جس میں بیوروکریسی بھی involved ہے۔ اسی طریقے سے ایک 'HEC' authority بنی تھی۔ میں اپنے پریس کے بھائیوں سے بھی یہ اپیل کر رہا ہوں، اپنے senators سے بھی یہ اپیل کر رہا ہوں کہ یہ بل ابھی آنے والا ہے۔ ابھی قیامت نہیں آئی ہے، قیامت آنے والی ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ قیامت آئے گی جب ہم سینیٹ میں بحث کریں گے تو بہت دیر ہو جائے گی کیونکہ یہ اسمبلی سے پاس ہو کر آئے گی۔ میرا اشارہ یہ ہے کہ پاکستان کے اندر صرف تین مسئلے ہیں، سیاست چوتھے نمبر پر آتی ہے۔

نمبر ایک مسئلہ education ہے، اس کے بعد health and economy ہیں۔ Health کے ساتھ ہم کیا مذاق کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین! HEC کو devolve کیا جا رہا ہے، اس کی اتھارٹی کو ختم کیا جا رہا ہے۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کا پرانا نظام لایا جارہا ہے۔ میں تو خود کہتا ہوں کہ ہر چیز صوبے میں جانی چاہیے لیکن authorities جو پہلے centralized طور پر کام کر رہی تھیں ان میں سے higher education صوبوں میں منتقل کرنے سے بڑے مسائل پیدا ہوں گے۔اسمبلی کے اندر جو بل آنے والا ہے جس میں دوچار دن کے اندر آپ education کو اندھیرے میں دھکیل دیں گے۔ میری عرض یہ ہے کہ تمام ممبران اور آپ بھی اس بل کے آنے سے پہلے یہ سوچیں کہ یہ بل آنا بھی چاہیے یا نہیں۔ ہمیں پاکستان کو بچانا ہے۔ اگر پاکستان میں آپ یہ بل لے کر آگئے تو میں پورے ہاؤس کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں، پریس کے ساتھیوں کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں کہ اس کے بعد اس ملک میں جہالت میں اضافہ ہوگا۔ آپ کے ہاں higher education system ختم ہو جائے گا اور جو پانچ ہزار لوگ پی ایچ ڈی کر کے آئے ہیں وہ سب رل جائیں گے اور پھر پاکستان کی بقا کا سوال پیدا ہو جائے گا کیونکہ جاہل اور بیمار قوم پاکستان کی مضبوطی کے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: Yes, Farhatullah Babar Sahib.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! صرف ایک مختصر سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ محترم قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ میں نے کہا ہے کہ یہ بل flop ہو جائے گا۔ جناب، میں نے یہ نہیں کہا بلکہ میں نے یہ کہا تھا

and I remember my words very well 'I said that regardless of what happens to the bill, it is not necessary that the bills are always passed, regardless of what happens to the bill, it is a demonstration of the political commitment' and I said, and I repeat the words that we know that the road is tortuous and long but we know that the bearings are correct, that destination is correct. We know the way and we know how to lead, in fact we should know how to lead. This is a job of this House, this is a job of the National Assembly to give a lead to this issue.

Mr. Chairman, merely by raising the voice or a trembling tone, flaying tempers do not win argument. For winning the arguments, we have a large distance to go. Let us wait for the appropriate forums in which we can try to win the argument. Thank you.

Mr. Chairman: The Leader of the Opposition.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میرا خیال ہے کہ proceedings دیکھی جائیں تو

it was a clear indication by honourable Farhatullah Babar Sahib that they know that they do not have 2/3rd majority.

Mr. Chairman: This is a fact which everybody knows; no political party has got 2/3rd majority. I don't think that any political party has got 2/3rd majority.

Senator Muhammad Ishaq Dar: I think it is a matter of my country. I am not one of those hidden traitors who break this country and still have a very nice, pretty, slow and a quiet voice. Please don't deliver sermons. I know how to deal with my business. I know Pakistan is facing challenges; I know Pakistan needs unity; I know Pakistan needs wisdom, I know Pakistan needs that all of us need to be together and we have demonstrated this unity amply in the last 5 years.

کوئی بھی ملک کا issue ہو، مجھے جناب کوئی بھی میرا ساتھی بتائے کہ ہم نے اس وقت ملک کے مفاد

realities are realities. It is میں آپ کے سامنے یا آپ کے ساتھ ہاتھ نہیں بڑھایا لیکن

آپ نے nothing but politics is being played knowingly. Political will

جلسوں میں دکھا دیا ہے۔ Political will کے بعد کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ اگر کیا ہے تو رپورٹ لائیں۔

Let us see what is your programme; how to deal with the liabilities, let us see how are you going to finance the province, let us see what we have done? We have already given more share than what are you going to create اگر یہ بھی کام نہ ہوا تو جیسے پرویز رشید صاحب نے کہا was due.

more provinces throughout the country? میں تو ایک اچھی بات کہہ رہا ہوں کہ اگر انڈیا کو آپ cite کرتے ہیں تو there is a process which has been followed for years and years. They prepared themselves. We just want to jump the wagon and just achieve the last objective, just before the election or at least try to show the political will knowing that it is un-achievable. یہ بات نہیں ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایک احترام کے رشتے میں اگر اس طرح somebody is trying to be personal تو مجھے بھی personal ہونا آتا ہے۔

I have always avoided in the 20 years history of mine in these two Houses. I think and hope that nothing is taken for personal benefit and all sentiments are expressed in the national interest. I will continue to protect the national interests, *Insha-Allah*.

جناب چیئرمین: جی، مختار دھامرا صاحب۔

سینیٹر مختیار احمد دھامرا عرف عاجز: شکریہ، جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا کہ صوبوں کے بارے میں بڑی تفصیلی debate ہوئی ہے۔ میں اپنے الفاظ دہراؤں گا نہیں، صرف اپنے knowledge کے لیے ایک چیز پوچھوں گا کہ جب صوبے اس ملک کا مسئلہ نہیں ہیں، نئے صوبے نہیں بننے چاہیئیں، سینیٹ کے اس floor پر اتنی مخالفت کی جا رہی ہے تو پنجاب اسمبلی کی طرف سے وہ دو قراردادیں کیوں آئی ہیں؟ جنوبی پنجاب اور بہاولپور کی بحالی کے لیے وہ قراردادیں کیوں آئی ہیں؟ پنجاب اسمبلی کی ان قراردادوں کی sense میں یہ کمیشن بنا ہے۔ اگر وہ قراردادیں نہ آتیں تو-----

Mr. Chairman: This has already been said. Dhamrah Sahib, you have made your point. Thank you. جب proper time آئے گا اور جب یہ Bill introduce ہوگا، اس وقت ہر honourable member کو opportunity ہوگی، نیشنل اسمبلی میں بھی ہوگی۔ Rather this all discussion would be premature, you know. ابھی رپورٹ بھی نہیں آئی and things have been started discussing کبھی میڈیا پر بھی discuss ہو رہا تھا۔

So, let the report come, let the Bill come and then the honourable members would have the opportunity to discuss all the pros and cons of the creation of new provinces.

The House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 30th January, 2013 at 04.00 p.m.

―――――――――――

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 30th January, 2013 at 04.00 p.m.]

―――――――――――